رسالة المسجد

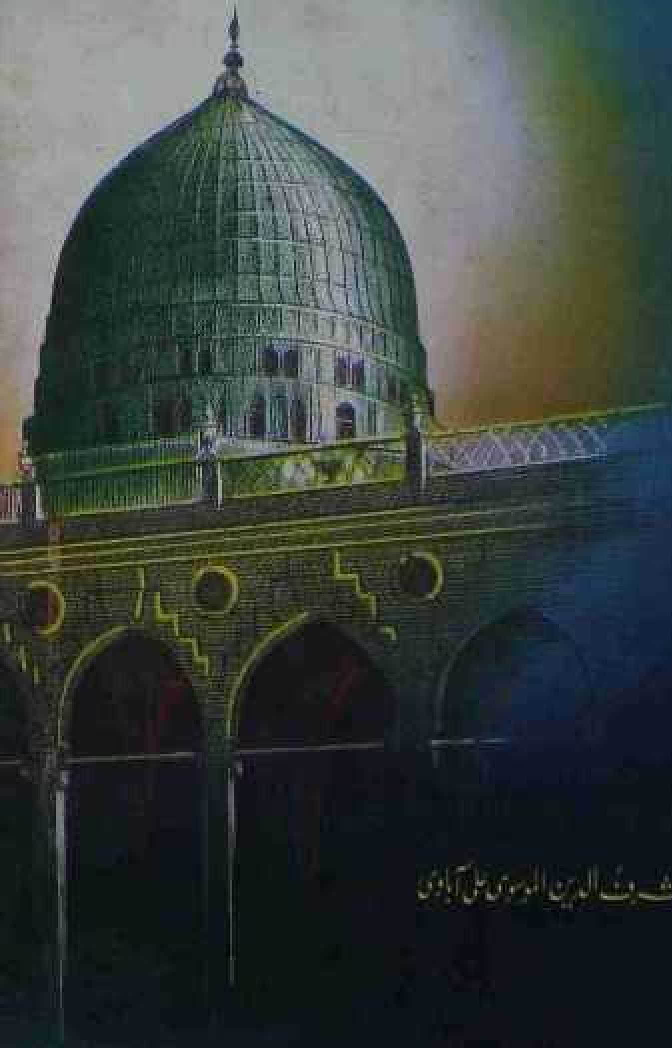

السيد علي شرف الدين الموسوي علي آبادي

رسالۃ المسجد

مؤلفہ

السید علی شرف الدین الموسوی علی آبادی

بمناسبت سیمینار ائمہ جمعہ وجماعت

زیر اہتمام تحریک نفاذ فقہ جعفریہ صوبہ سندھ

منعقدہ ۱۰، ۱۱ رجمادی الاول ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱، ۱۲ رجنوری ۱۹۸۷ء

بمقام کراچی

پیشکش

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان۔ صوبہ سندھ

۲۔ڈی/۶۱۰۔ جعفر طیار سوسائٹی۔ملیر کراچی ۲۳

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب ——— رسالۃ المسجد

تالیف ——— سید علی شرف الدین موسوی علی آبادی

تصحیح و ترتیب ——— سید امتیاز رضوی ۔ سید علی رضوان شاہ نقوی ۔ سید محمد جواد نقوی

کتابت ——— سید جعفر صادق

ناشر ——— تحریک نفاذ فقہ جعفریہ صوبہ سندھ

تعاون ——— شعبہ تصنیف و تالیف دار الثقافۃ الاسلامیہ

طبع اول ——— جمادی الاول ۱۴۰۷ھ جنوری ۱۹۸۷ء

تعداد ——— ۲۰۰۰

انتساب

اسلام کے ــــــ

اولین شہیدِ محراب ــــــــ

نصیرِ اوّل مولائے موحدین ــــــــــــ

جناب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اور

آپؑ کے پیروکار ــــــ

دورِ حاضر کے شہداءِ محراب ــــــ

شہید آیت اللہ عبد الحسین دستغیب

شہید آیت اللہ اسد اللہ مدنی

شہید آیت اللہ صدوقی

شہید آیت اللہ اشرفی اصفہانی

ـــــــــــــ کے نام

فہرست

○ عرضِ ناشر ―――― ۱۱

○ پیغامِ سرپرست سازمان تبلیغات اسلامی ―――― ۱۳

○ امام حسینؑ کا علماء سے خطاب ―――― ۱۹

○ پیغامِ قائد ―――― ۲۷

○ پیغامِ صوبائی صدر ―――― ۳۱

○ مقدمہ ―――― ۳۷

―― مسجد ―― ۴۱

○ مسجد لغت میں ―――― ۴۲

○ مسجد کی اصطلاحی تعریف ―――― ۴۳

○ مسجد میں جانے کا ثواب ―――― ۴۴

○ فضیلتِ مسجد ―――― ۴۵

○ مختلف مساجد میں ادائیگی نماز کی فضیلت ―――― ۴۸

○ روضہ ہائے مطہر ائمہ معصومین میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت ۔ ۴۹
○ مسجد میں نماز ادا کرنے کی تاکید ـــــــ ۵۰
○ روز قیامت تین چیزوں کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت ـــــــ ۵۱
○ کسی مخصوص مقام پر نماز ادا کرنے کی تاکید ۔ ـــــــ ۵۲
○ احکاماتِ مسجد ـــــــ ۵۳
واجبات و محرمات ـــــــ ۵۳
مستحبات ـــــــ ۵۴
مکروہات ـــــــ ۵۵
○ قرآن احادیث اور تاریخ اسلام میں مسجد کا مقام ـــــــ ۵۶
مسجد الحرام ـــــــ ۵۶
۱۔ یہ پہلا گھر ہے ـــــــ ۵۶
۲۔ یہ عالمین کے لیے جائے امن ہے ـــــــ ۵۷
۳۔ یہ جائے قیام و تحریک ہے ـــــــ ۵۸
مسجد اقصیٰ ـــــــ ۵۸
مسجد قبا ـــــــ ۵۹
مسجد نبویؐ ـــــــ ۶۰
عام مسجد ـــــــ ۶۴
مسجد ضرار نزولی ـــــــ ۶۹
۱۔ ضرر ـــــــ ۷۱
۲۔ قبیلہ پرستی ـــــــ ۷۲
۳۔ تفرقہ ـــــــ ۷۲

۴۔ اسلام کے خلاف مورچہ بندی ــــــــ ۷۲
۵۔ کفر بہ اسلام ــــــــ ۷۳
مسجدِ ضرار مصداقی ــــــــ ۷۴
○ تعمیرِ مسجد کا اجر و ثواب ــــــــ ۷۶
○ وہ گروہ جسے حق تعمیرِ مسجد نہیں ــــــــ ۷۹
○ مدافعین مسجد ــــــــ ۸۱
○ مسجد میں جانے اور وہاں ذکرِ خدا سے روکنے والے کافر ہیں۔ ۸۴
ظالم ہیں ــــــــ ۸۵
○ امام خمینی نے فرمایا ــــــــ ۸۶
﴿ نمازِ جماعت ﴾ ــــــــ ۸۹
○ نماز جماعت کی تعریف ــــــــ ۹۰
○ اسلام میں پہلی نماز جماعت ــــــــ ۹۱
○ نماز جماعت کی تاکید ــــــــ ۹۲
○ نماز جماعت ترک کرنے والوں کی مذمت ــــــــ ۹۳
○ چند مواقع جب نماز جماعت واجب ہے ــــــــ ۹۴
○ نماز جماعت کی فضیلت ــــــــ ۹۵
○ آداب نمازِ جماعت ــــــــ ۱۰۰
مستحبات ــــــــ ۱۰۰
مکروہات ــــــــ ۱۰۱
○ امام جماعت کی خصوصیات ــــــــ ۱۰۲
امام جماعت کا عادل ہونا ــــــــ ۱۰۳

گناہ کبیرہ کی تعریف ـــــــــــ ۱۰۴
کون سے گناہ کبیرہ ہیں ـــــــــــ ۱۰۵
○ امام جماعت کی عدالت کی پہچان ـــــــــــ ۱۰۸
○ جب دو عادل موجود ہوں تو امامت کون کرے؟ ـــــــــــ ۱۰۹
(نمازِ جمعہ) ـــــــــــ ۱۱۱
○ شبِ جمعہ کی فضیلت ـــــــــــ ۱۱۲
○ فضیلتِ روز جمعہ ـــــــــــ ۱۱۳
○ فضیلتِ نمازِ جمعہ ـــــــــــ ۱۱۴
○ نمازِ جمعہ مساکین کا حج ہے ـــــــــــ ۱۱۷
○ نماز جمعہ کی تاکید ـــــــــــ ۱۱۸
○ قیدیوں کے لیے نمازِ جمعہ ـــــــــــ ۱۱۹
○ نماز جمعہ اور بزرگ فقہا کی رائے ـــــــــــ ۱۲۰
○ نماز جمعہ اور مراجع عظام کے فتاوئ ـــــــــــ ۱۲۲
○ نماز جمعہ ترک کرنے والوں کی مذمت ـــــــــــ ۱۲۳
○ شرائط نماز جمعہ ـــــــــــ ۱۲۴
○ خطبۂ نمازِ جمعہ بھی نماز کا حصّہ ہے ـــــــــــ ۱۲۶
○ خطبہ سننے والوں کے لیے چند ہدایات ـــــــــــ ۱۲۷
○ آدابِ خطبۂ نمازِ جمعہ ـــــــــــ ۱۲۸
○ شرائط خطیبِ نماز جمعہ ـــــــــــ ۱۲۹
○ خطیب نماز جمعہ کے لیے چند ہدایات ـــــــــــ ۱۳۰
○ موضوعاتِ خطبہ جمعہ ـــــــــــ ۱۳۲

○ اسلام دین سیاست ہے ــــــــ ۱۳۴
○ خطباتِ امام خمینی سے اقتباسات ــــــــ ۱۳۵
○ اقتباسات از خطابِ آیۃ اللہ منتظری ــــــــ ۱۳۷
مشکلات کا جائزہ اور تجاویز ــــــــ ۱۴۱
○ ائمہ مساجد کی مشکلات ــــــــ ۱۴۲
۱۔ مالی مشکلات ــــــــ ۱۴۲
۲۔ استفامیہ ــــــــ ۱۴۳
۳۔ مقام علمار کی معرفت ــــــــ ۱۴۳
۴۔ مومنین کی عدم توجہ ــــــــ ۱۴۴
○ مساجد کی مشکلات ــــــــ ۱۴۴
○ نماز جمعہ کی مشکلات ــــــــ ۱۴۵
۱۔ زبان خطبہ ــــــــ ۱۴۵
۲۔ تعدد نماز جمعہ ــــــــ ۱۴۶
○ چند تجاویز ــــــــ ۱۴۷

عرضِ ناشر

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

"علماء وارثِ انبیاء ہیں"

یہ وارثین انبیاء مساجد سے رشد و ہدایت کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں اور تشنگان علم و آگہی ان چشموں سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ جامعہ اسلامی میں مسجد مرکزی کردار ادا کرتی ہے اور عقیدت مندوں کے اذہان کو تعلیماتِ الٰہی سے بہرہ مند کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

ہم تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان صوبہ سندھ کی جانب سے منعقدہ پہلے ائمہ جمعہ و جماعت سیمینار کے پرمسرت موقع پر "رسالۃ المسجد" کے نام سے زیر نظر کتابچہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اس مختصر سی پیش کش میں مسجد سے مربوط انفرادی و اجتماعی مسائل کو بیان کرنے کے علاوہ ائمہ مساجد کی ذمہ داریوں اور ان کے منصب و مقام کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خداوند متعال ہم سب کو مسجد کی حیثیت و فلسفے سے کما حقہ آگاہی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم اس کتابچہ کی ترتیب و تدوین کے لیے حجۃ الاسلام والمسلمین سید علی شرف الدین موسوی اور شعبہ تصنیف و تالیف دار الثقافۃ الاسلامیہ کے نوجوانوں کے ازحد ممنون ہیں۔ جنھوں نے انتہائی قلیل عرصہ میں اس خوبصورت پیش کش کو ممکن بنایا۔

سیکریٹری نشرواشاعت
تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان
صوبہ سندھ

پیغام

سرپرستِ سازمانِ تبلیغاتِ اسلامی

متن پیغام حضرت آیۃ اللہ

آقائی شیخ احمد جنتی دام ظلہٗ

سرپرستِ محترم سازمانِ تبلیغاتِ اسلامی
عضوِ شورائ نگہبان و امامِ جمعہ موقت شہر مقدس قم
بمناسبت سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت پاکستان صوبہ سندھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِیْرٌ

ترجمہ: "تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔"

تمام انبیاء و مرسلین، شہداء و صالحین اور علماء ربانین پر درود وسلام کے بعد مملکت اسلامی پاکستان کے ائمہ جمعہ وجماعت کے سیمینار میں شریک علماء اور حاضرین پر سلام ہو۔ ایدھم اللہ تعالیٰ۔

معزز علماء کرام کی اس طرح کے اجتماعات میں شرکت امید افزا ہے، ان حضرات کی بیداری، تحرک اور احساس ذمہ داری کا ثبوت ہے کہ یہ حضرات ہم آہنگی اور باہم مشورہ سے مسلمانوں کے مسائل، پریشانیوں اور تکالیف کے

ازالے کے لیے کوشاں ہیں۔

پیامبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ نے اپنی امّت کو علمار کے حوالے کرتے ہوئے علمار کو اپنا وارث قرار دیا اور فرمایا کہ:

"علمار میرے وارث وجانشین ہیں"

آپ نے فرمایا کہ:

"رحم اللہ خلفائی"

فقیل یا رسول اللہ ومن خلفاؤك

قال:

"الذین یحیون سنّتی ویعلمونها عباد اللہ"

خدا میرے خلفار پر رحم کرے۔

کسی نے سوال کیا:

"یارسول اللہ آپ کے خلفار کون ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

"جو میری سنّت کو زندہ کرتے ہیں اور بندگانِ خدا کو تعلیم دیتے ہیں"

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"یتیم آلِ محمدؐ جو اپنے اولیار سے قطع شدہ ہیں اور اپنی جہالت کی گہرائی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کی کفالت کرنے والوں، ان کو جہالت سے نکالنے والوں، ان پر مشتبہ چیزوں کو واضح کرنے

والوں، ان کو کھلانے پلانے والوں اور ان
کی مادی ضروریات پوری کرنے والوں کی
فضیلت ایسی ہے جیسی سورج کی فضیلت
کم روشنی والے ستاروں پر۔"

علمار کرام پر لازم ہے کہ جس طرح وہ اپنے اہل وعیال کی ہر قسم کے نقصانات، مصائب اور دشمنوں کے خوف وخطر سے حفاظت کرتے ہیں اور ان کے لیے خوراک اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا بندولبست کرتے ہیں، اسی طرح مسلمانوں کی ہدایت اور راہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیں اور ان کو شیطانی وسوسوں اور دشمنوں کی چالوں اور دھوکے وفریب سے محفوظ رکھیں لوگوں کو ان کی مصلحتوں سے آگاہ کریں اور انھیں ذلت، اسارت، محرومی اور غلامی سے نجات دلائیں۔

علمار کرام کے ان فرائض کی توضیح وتصریح امام رضا علیہ السلام کی اس حدیث جس میں آپ نے خطبۂ جمعہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور ابا عبداللہ الحسینؑ کی اس گفتگو میں موجود ہے جو آپ نے مکے میں مملکتِ اسلامی کے طول و عرض سے آئے ہوئے علمار سے فرمائی اور جو معروف کتاب "تحف العقول" میں موجود ہے۔

آج جبکہ انقلابِ اسلامی ایران نے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی کی سربراہی اور علمار ومذہبی قائدین کی راہنمائی میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ علمار عوام کی مدد سے دشمن پر غلبہ پا سکتے ہیں اور اسلام کی حقانیت اور عظمتِ رفتہ کو دوبارہ زندہ کر سکتے ہیں۔

علمار کی ذمہ داریاں تمام ممالک میں نہایت سخت ہوگئی ہیں۔ تجربہ سے

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسلام کی قوت، علماء کی توانائی اور قابلیت کے مقابل دشمن کا ضعف اور کمزوری تصور سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ دشمنوں کی سازش سے خبردار رہیں۔ کیونکہ وہ اسلام کی قوت سے خوفزدہ ہو کر اسے ختم کرنے پر کمربستہ ہیں۔

علماء کو چاہیے کہ وہ اپنے باہمی روابط کو زیادہ سے زیادہ استوار کریں مشترک اجلاس منعقد کریں۔ دشمن کے منصوبوں کو آشکار کریں اور عوام کو ان کے مقابلے کے لیے تیار کریں۔ خصوصاً خطبات نماز جمعہ میں قرآن سے وابستگی، محمدؐ اور آل محمدؐ سے تمسک، حبل اللہ سے اعتصام۔ اور بھائی چارے کی زیادہ سے زیادہ تاکید کریں۔

مسلمانوں سے کہیں کہ اپنی تمام قدرت وقوت اور توانائی کو کفر و شرک کے خلاف صرف کریں اور ان سے "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" کے اصول کو بیان کریں انھیں اسلام کے روشن مستقبل سے آگاہ کریں اور آیت:

"وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔"

ترجمہ: "دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔"

کی طرف توجہ دلائیں۔

سب سے پہلے اپنے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کریں اور اس کے بعد تمام اسلامی فرقوں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور بھائی چارے کو فروغ دیا جائے۔ کیونکہ دور حاضر میں دشمنان اسلام کا مؤثر ترین حربہ امت مسلمہ کے درمیان

تفرقہ اندازی ہے۔

میری آپ برادرانِ عزیز سے سفارش ہے کہ "تحف العقول" کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے مربوط دیگر احادیث و روایت پیش کریں۔ ہم آہنگ ہو کر خدا کے لیے قیام کریں۔ دشمن کے خوف وہراس میں مبتلا نہ ہوں باہمی مشورہ تعقل و تدبر اور خدا پر توکل کے بعد مشکلات سے نبرد آزما ہوں اور درگاہ خداوندی سے رحمت و نصرت کے طالب رہیں۔

"اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ"

خداوندِ ذوالجلال سے دعا ہے کہ ہم سب کو راہِ راست کی ہدایت فرمائے ہمیں بیداری اور راہنمائیِ امت اور جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق عنایت فرمائے مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام پر فتح مند کرے، رہبر کبیر انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی کی عمر دراز فرمائے۔ قائم مقام رہبر کو طاقت عطا فرمائے۔ پاکستان کے علماء اور مذہبی رہنماؤں کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احمد جنتی

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

امام حسینؑ کا علماء سے خطاب

آیۃ اللہ جنتی دام ظلہٗ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے تحف العقول میں موجود جس خطبے کی جانب اشارہ فرمایا ہے یہ خطاب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کی موت سے دو سال قبل، حج کے موقعے پر میدانِ منیٰ میں علماء و فضلاء کے اجتماع سے فرمایا تھا۔ خطبے کے ایک حصے میں امامِ عالی مقامؑ نے علماء کے سکوت پر تعجب و ناراضی کا اظہار فرمایا ہے ہم قارئین کے استفادہ کے لیے اس کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"اے لوگو! خدا کی اس نصیحت و تنبیہ سے عبرت حاصل کرو کہ جہاں خداوند تعالیٰ نے علماء یہود کی مذمت کی ہے۔

خدا نے فرمایا:

"لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ
عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ
السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ"

"ان کو اللہ والے اور علماء جھوٹ بولنے اور
حرام خوری سے کیوں نہیں روکتے جو (درگزر) یہ
لوگ کرتے رہے یقیناً بہت ہی بری ہے۔"

(سورۂ مائدہ آیت ۶۳)

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ
ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝
کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ ۭ

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔

"بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے ان پر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی زبانی لعنت کی گئی - یہ لعنت ان پر پڑی تو صرف) اس وجہ سے کہ (ایک تو) ان لوگوں نے نافرمانی کی اور (پھر ہر معاملہ میں) حد سے بڑھ جاتے تھے اور کسی بُرے کام سے جس کو ان لوگوں نے کیا باز نہ آتے تھے (بلکہ اس پر باوجود نصیحت اڑے رہتے) جو کام یہ لوگ کرتے تھے کیا ہی بُرا تھا۔"

(سورہ مائدہ۔آیات ۷۹-۷۸)

تحقیق خدا نے ان کی (علماء یہود) کی بُرائی و مذمت اس لیے کی کہ وہ اپنے درمیان ظالمین کو پاتے ان کو منکر و فساد برپا کرتے دیکھتے مگر ان کو منکر و فساد سے نہ روکتے۔ وہ ایسا یا تو طمع و لالچ میں کرتے یا ایسا کرنے سے خوف کھاتے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔

" فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا "

"پس (اے مسلمانو) تم لوگوں سے (ذرا بھی) نہ ڈرو (بلکہ) مجھ ہی سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے میں دنیا کی دولت جو در حقیقت بہت تھوڑی قیمت ہے نہ لو۔"

(سورہ مائدہ آیت ۴۴)

اسی طرح ایک اور جگہ خدا نے فرمایا :

" وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ "

" اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں ان میں سے بعض کے بعض ولی ہیں۔ لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہیں اور برُے کام سے روکتے ہیں اور نماز پابندی سے پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر خدا عنقریب رحم کرے گا۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔

(سورہ توبہ آیت ۷۱)

خداوند متعال نے تمام فرائض و واجبات کی ابتدار فریضۂ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بے شک اگر یہ فریضہ ادا ہو جائے تو دیگر تمام فرائض کا قیام آسان و سہل ہو جائے۔

تحقیق امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اصل مفہوم لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے ظلم کو رد کرنا اور ظالم کی مخالفت کرنا ہے ۔ غنیمت و اموال کو عوام میں تقسیم کرنا ۔ مالی واجبات اور حقوق شرعیہ کو وصول کر کے اس کے مستحقین تک پہنچانا ہے۔

اے طاقت و رجاعت!

تم وہ لوگ ہو جنھیں خداوندِ عالم نے علم و خوبی اور نیکی دی ہے اور لوگوں کے دلوں پر تمھارا رعب طاری کر رکھا ہے۔ شریف تم سے معیارِ شرافت سیکھتا ہے اور کمزور تمھیں قابلِ احترام سمجھتا ہے۔ وہ جو مراتب میں تمھارے برابر ہیں اور تمھیں ان پر کوئی حق حاصل نہیں۔ وہ بھی تمھیں اپنے آپ پر مقدم سمجھتے ہیں۔ لوگ اپنی جن ضروریات کو پورا کرنے سے مایوس ہو جاتے ہیں تو تم اس سلسلے میں ان کی مدد کرتے ہو۔ تم زمین پر بادشاہوں کے سے رعب و جلال اور بزرگوں جیسے عزت و احترام سے چلتے ہو تمھیں یہ رعب و دبدبہ اور عزت و تکریم اس لیے عطا ہوئی ہے کہ تم سے راہ خدا میں آوازِ حق بلند کرنے کی توقع رکھی گئی ہے۔

پس تم دینِ حق کی حمایت کے لیے کمر بستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تم حقیقت سے غفلت برتتے ہو اور حق کے بہت سے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتے۔ تم نے ائمہ کے حقوق کو نہایت کم درجے کے حقوق سمجھ رکھا ہے۔ کمزوروں اور محتاجوں کے حقوق کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔

تم اپنے حقوق کی تحصیل کی فکر میں رہتے ہو۔ تم نے خدا کی راہ میں مال و دولت صرف کیا ہے نہ اس کے لیے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خطرے میں ڈالا ہے۔ تم نے خدا کی رضا کے لیے اقوام و قبائل سے دشمنی اختیار نہیں کی۔ اس کے باوجود تم لوگ حصولِ جنت کی خواہش رکھتے ہو اور پیغمبروں کے ساتھ وہاں رہنا اور عذابِ خدا سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر عذاب کی مصیبت نہ آن پڑے کیونکہ تم اس منصبِ عزت پر فائز ہو جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ اگرچہ تم عنایتِ خداوندی سے لوگوں کے درمیان معزز و محترم ہو لیکن معرفتِ خدا رکھنے والوں کو محترم نہیں سمجھتے۔ تم دیکھ رہے ہو کہ لوگ خدا سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا نہیں کرتے اور

خدا کا خوف بھی نہیں رکھتے۔ تم اپنے اجداد کی قائم کردہ روایات کی خلاف ورزی سے مضطرو پریشان ہو جاتے ہو۔ لیکن خدا و رسولؐ کی قائم کردہ روایات اور متعین کردہ حدود کی تحقیر و تذلیل سے تم کوئی اثر نہیں لیتے، قوم کے اندھے، بہرے اور غریب کسان شہروں میں لاوارث بن گئے ہیں۔ لیکن ان کی حالت زار پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ تم اپنی طاقت و توانائی کے مطابق کوئی کام کرتے ہو نہ ہی اس شخص کی قدر کرتے ہو جو اپنے ان فرائض کو بحسن وخوبی انجام دیتا ہو۔

تم اپنی سہل پسندی سے ظالموں کے ساتھ تعاون کرتے ہو اور اپنی زندگی چین سے گزارتے ہو۔ خداوند قدوس نے تمھیں منکرات سے بچنے اور اور لوگوں کو اس سے باز رکھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن تم اس فرمان الٰہی سے غافل ہو۔ یہ صورت حال تمھارے لیے بہت بڑی مصیبت ہے کیونکہ تم علما کے حفظ مراتب میں ناکام رہے ہو۔ کاش تم نے اس سلسلے میں جدوجہد کی ہوتی۔

امور سلطنت کی باگ ڈور ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہیے جو احکام خداوندی کا پورا علم رکھتے ہوں حلال و حرام میں تمیز روا رکھتے ہوں۔ تم لوگ اس سلسلے میں جو مقام و منزلت رکھتے تھے تم سے چھین لی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے حق کا دامن چھوڑ دیا ہے اور سنت پیغمبری کے اتباع کے واضح و روشن راستے کو باہمی اختلافات کا سبب بنا لیا ہے۔ اگر تم لوگ مصائب پر صبر کرتے اور استقلال و ثابت قدمی سے راہ خدا میں مشکلات برداشت کرتے تو امور حکومت تمھیں سونپ دیے جاتے۔ لیکن تم نے اپنی جگہ خود ظالموں کو دے کر حکومت الٰہیہ ان کے حوالے کر دی ہے تاکہ وہ قوانین الٰہی کے اجرا میں اپنے قیاس اور شکوک و شبہات کو بھی داخل کر دیں اور اپنی ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے ان ذرائع کو استعمال کریں۔ تم اس ناپائدار زندگی پر خوش ہو اور موت سے فرار چاہتے ہو۔ تمھاری اس خواہش نے

ان ظالموں کو امتِ مسلمہ پر مسلط کر دیا ہے۔

تم نے ظالموں کو کمزوروں پر غالب کر دیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ان میں سے اکثر کو غلام بنالیا ہے اور بہت سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ وہ امورِ حکومت کو اپنی مرضی سے چلاتے ہیں (لوگوں کی خواہشات اور قوانینِ الٰہی کی پرواہ نہیں کرتے) اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی سے ملت اسلامیہ کو انھوں نے ذلت وخواری سے دوچار کر دیا ہے۔ وہ بدکاروں کی پیروی کرتے ہیں۔ احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی میں وہ بڑے نڈر ہیں۔ ان کے خطیب ہر شہر میں منبروں پر ان کی شان بیان کرتے ہیں۔ تمام سلطنتِ اسلامی ان کے دستِ تصرف میں ہے۔ امتِ مسلمہ ان کی غلام ہو کر رہ گئی ہے اور اپنے حقوق کی حفاظت سے قاصر ہے۔ اس ظالم وسرکش گروہ کی دستبرد سے کوئی کمزور اور غریب انسان محفوظ نہیں وہ مالکِ کائنات خدائے عزوجل اور روزِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

ان حالات پر حیرانی کیوں نہ ہو، میں بحرِ استعجاب میں کیوں نہ غوطہ زن ہو جاؤں کہ زمین دغاباز، ستمگر، عوام سے زبردستی خراج وصول کرنے والے حاکموں کے تسلط میں ہے جو مومنین پر ظلم روا رکھتے ہیں۔ خداوندِ عالم گواہ ہے کہ ہم ان حالات میں کشمکش اور جدوجہد کر رہے ہیں اور وہی روزِ حشر اپنے وعدے کے مطابق ہمارے اور ان کے درمیان انصاف کرے گا۔

اے خدائے بزرگ و برتر تو جانتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا۔ اقتدار کے حصول اور مال و دولت کی خواہش میں نہیں کہا۔ اس سے میرا مقصد خودستائی اور بڑائی کا تذکرہ بھی نہ تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ تیرے دین کے طریقوں سے لوگوں کو باخبر کر دیں۔ تیری آبادیوں کو مکینوں کے لیے قابلِ رہائش بنا دیں تاکہ مظلوم اور بے یار و مددگار انسانوں کو امن وسکون میسر آسکے۔ تیری طرف سے واجب

ہونے والے امور اور تیرے احکام جاری ہوسکیں (اس کے بعد آپؑ نے حاضرین سے فرمایا)

اے لوگو! اگر تم نے ہمارا ساتھ نہ دیا اور ہمارے مقام و مرتبے سے آگاہ ہو کر ہمارے حقوق سے انصاف نہ کیا تو ظالم و جابر حکمران تم پر ہمیشہ کے لیے مسلط ہو جائیں گے اور تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے دین مبین کی شمع گل کر دیں گے۔

"وحسبنا اللہ وعلیہ توکلنا والیہ أنبنا و الیہ المصیر"

پیغامِ قائد

متن پیغام قائدِ ملتِ جعفریہ حضرت حجۃ الاسلام
والمسلمین الحاج السیّد عارف حسین الحسینی،
مدظلہ العالی بہ مناسبت سیمینار "ائمہ جمعہ و جماعت"

منعقدہ: ۱۰، ۱۱ر جمادی الاوّل سنہ ۱۴۰۷ھ / ۱۱، ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۸۷ء

بسمہ تعالیٰ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ.

ہمارے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ صوبۂ سندھ میں ائمہ جمعہ و جماعت کا ایک عظیم الشان اور پر وقار سیمینار منعقد ہو رہا ہے۔ یقیناً اس سیمینار کے اچھے اور مثبت نتائج اور ثمرات بہت جلد انظار کے سامنے آئیں گے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام میں مسجد کو بہت بڑا مقام حاصل ہے اگر آج مسلمان مسجد کو اس کا صحیح مقام دے دیں اور جس طریقے پر ختمی مرتبت حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں مسجد کا نقش اور کردار تھا۔ اگر اسی طریقے پر ہم نے مسجد کو

مرکزیت دے دی جس طرح صدرِ اسلام کی مساجد آباد تھیں اور لوگوں کی کثیر تعداد مساجد میں حاضر ہوا کرتی تھی تو آج ہماری مساجد بھی آباد ہو جائیں۔ خصوصاً ہمارے جوان دوسرے عیاشی کے مراکز کی بجائے مساجد کی طرف رُخ کریں۔ مساجد کے ساتھ روابط مضبوط بنائیں تو یقیناً مسلمانوں کی تقدیریں بدل سکتی ہیں۔

خصوصاً فسادِ اخلاقی، عیاشی، عریانی، فحاشی اور اختلاطِ فکری جس کے بادل ہمارے معاشرے کے سر پر منڈلا رہے ہیں اور یہی فسادِ اخلاقی دوسری بدبختیوں اور ذلتوں کا ہمیشہ پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ تو پھر معاشرتی مرض کا کافی حد تک علاج ہو سکتا ہے۔ خصوصاً نماز جمعہ جو نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ عبادت کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور سیاسی پہلو بھی رکھتی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ماضی میں ہم نے نماز جمعہ کے اجتماعی اور سیاسی پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔

خداوندِ کریم کے فضل سے اب جبکہ ایران میں انقلابِ اسلامی کامیاب ہو چکا ہے اور اس انقلابِ اسلامی کے اثرات دور دور تک پھیل چکے ہیں۔ ان اثرات میں سے ایک اثر جو اس انقلاب کا ہمارے معاشرے پر ہوا ہے وہ یہ کہ مومنین خصوصاً نوجوان نسل مسجد کی طرف متوجہ ہو گئی ہے۔ اکثر و بیشتر مساجد میں خطبوں کا انداز بھی بدل گیا ہے۔ جس طرح کہ حضرت امام رضا علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ

> "امام جمعہ کو حمد و درود، وعظ و ارشاد کے علاوہ مسلمانوں کے روزمرہ مسائل کو بھی اپنے خطبوں میں پیش کرنا چاہیے۔"

انقلاب اسلامی کی برکات کی وجہ سے اب آہستہ آہستہ یہاں پر بھی نماز جمعہ کے اجتماعی اور سیاسی پہلو کی طرف توجہ دی جارہی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ ائمہ جمعہ و جماعت اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرمائیں گے اور جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو دین مبین اسلام کی خدمت فرمائیں گے مساجد کو تربیت گاہ بنا کر مسلمان جوانوں کو اسلامی تربیت دیں گے تاکہ مساجد میں ہمارے تربیت یافتہ جوان مشرق و مغرب کے غلط اور فاسد افکار کے ساتھ مقابلہ کر سکیں اور مغربی تہذیب سے خود کو آزاد کر کے اسلامی تہذیب اپنا سکیں۔

جملہ مومنین و مومنات سے بھی ہم توقع کرتے ہیں کہ وہ مساجد کو اپنے مورچے سمجھ کر ان کی آبادی میں بھرپور کردار ادا کریں۔

نماز پنجگانہ کو گھر کے بجائے مسجد میں ادا کریں۔ خصوصاً جہاں نماز جمعہ قائم ہوتی ہو اس دشمن شکن اور باعظمت اجتماع میں شرکت کو اہمیت دیں۔ خداوند متعال سے اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کا خواہاں ہوں۔

والسلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین

عارف حسین الحسینی

سید عارف حسین الحسینی

پیغام صوبائی صدر

متن پیغام جناب مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج

حیدر علی جوادی دام ظلہٗ صدر محترم تحریک نفاذ فقہ

جعفریہ صوبہ سندھ بمناسبت سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت منعقدہ

۱۰، ۱۱ / جمادی الاول ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۱، ۱۲ / جنوری ۱۹۸۷ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ

وَالْمُرْسَلِيْنَ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

اما بعد۔

حضرات علماء ذوالاحترام!

السلام علیکم!

جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ آج کا یہ روح پرور اجتماع اس غرض کے تحت ہے کہ ہم سب مل کر مسجد اور امام مسجد کی عظمت اس کے کردار اور فعالیت کے احیاء کے لیے فکر کریں۔

مسجد کہ:

○ ــــــ جو انسان ساز مقام ہے۔

○ ——— جس کی بنیاد تقویٰ ہے۔
○ ——— جو محلِ سجدہ ہے۔
یعنی ——— جو قربان گاہ ہے۔
○ ——— جو عبد و معبود کے رابطہ اور راز و نیاز کا مقام ہے۔
○ ——— جہاں بندہ اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اس سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے۔
○ ——— جہاں بندہ اپنے رب سے عہد و پیمان کرتا ہے کہ وہ اس کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں جھکے گا۔
○ ——— جہاں کبھی علیؑ جیسی ہستی بیٹھ کر عدالت کرتی تھی۔
○ ——— جہاں علوم الٰہی کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔

آج اس دور میں اس سے بے اعتنائی برتی جا رہی ہے۔

امامِ جمعہ و جماعت کہ:

○ ——— جس کے لیے مرد، عاقل، بالغ، عالم، عادل اور اثنا عشری ہونا شرطِ التزامی ہے۔
○ ——— جو روحانی رہبر اور قائد ہے۔
○ ——— راہِ حق میں جس کی اطاعت ضروری ہے۔

آج اس دور میں اس کو فقیرِ فرومایہ سمجھ کر معاشرے کا ایک حقیر فرد سمجھا جا رہا ہے۔

اور نماز کہ:

○ ——— جو مومن کی معراج ہے۔

○ —— جو دین کا ستون ہے۔
○ —— جو نہ صرف فحاشی اور منکرات سے روکنے کا ذریعہ ہے۔
بلکہ،
○ —— جو تقرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔

آج اس دور میں اس سے دُوری اختیار کی جارہی ہے۔ عبد کو معبود سے دُور کر کے عبد کو عبد کا معبود بنانے کی کوشش کی جارہی ہے اور روحانیت کو فنا کر کے مادیت، فحاشی اور مکر و فریب کو فروغ دیا جارہا ہے۔

یہ ہیں وہ عوامل کہ جن کا تقاضا تھا کہ علمار کو یکجا کیا جائے اور مل بیٹھ کر سوچا جائے کہ اس زمانے میں اور ان حالات میں ہمارا وظیفۂ شرعی کیا ہے اور اپنے ان فرائض سے کس طرح عہدہ برآ ہوا جائے۔ اور ساتھ ہی مومنین کو کس طرح مسجد اور امام مسجد کی طرف راغب اور متوجہ کیا جائے اور مسجد اور امام مسجد کی فعالیت کو بحال کیا جائے تاکہ مسجد سے روگردانی کی وجہ سے ملت کو جو ذلت اٹھانا پڑی ہے اس سے نجات حاصل کر کے کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کیا جائے۔

وسائل کی کمی کی بنا پر ہم نے فی الحال صرف آپ علمائے سندھ کو زحمت دی ہے۔ اب آئندہ اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی اور آپ حضرات کا تعاون حاصل رہا تو انشاراللہ نہ صرف ملک بلکہ عالم اسلام کے علمار کو یکجا کر کے اس موضوع پہ بحث و گفتگو کریں گے۔

ہم اپنی اس جدوجہد کو قابل فخر تو نہیں سمجھتے البتہ آپ سب کو ایک جگہ جمع کر کے مسرت یقیناً محسوس کر رہے ہیں۔ اور توقع کرتے ہیں کہ ان دو دنوں میں

آپ حضرات تاریخ ساز فیصلے فرما کر ہماری اس حقیر سعی کو عظیم بنا دیں گے۔

آخر میں اپنے رب کے حضور ہم دست بدعا ہیں کہ خداوندِ عالم ہمیں بتصدق محمدؐ و آل محمدؐ توفیق عطا فرمائے کہ ہم ملت اسلامیہ کی عظمتِ رفتہ کو بحال کر کے ظہور امام زمان علیہ السلام کے مقدمات فراہم کر سکیں۔ خدا وہ دن جلد دکھائے۔

والسلام

حیدر علی جوادی

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد و آلہ الطاہرینؑ

اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ

وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ

حَسِیْبًا۔

ترجمہ : " جو لوگ اللہ کی رسالت کو پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور ایک خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور محاسبہ کے لیے بس اللہ ہی کافی ہے۔"

درود و سلام ہو ان تمام علمائے اعلام پر جو دنیا کے گوشہ و کنار میں ہدایت و تبلیغ میں مشغول ہیں۔ بالخصوص رہبر کبیر امید محرومین عالم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی دام ظلہ العالی پر۔

عرصہ دراز سے اپنے ملک میں علمائے اسلام اور ائمہ جمعہ و جماعت کی کانفرنس کے انعقاد کی ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا۔ پیغمبر اکرم کی حدیث کے مطابق کہ:

"کسی بھی معاشرے و اجتماع کی اصلاح و فساد کا
بڑا سبب اور دارو مدار معاشرے کے دو
گروہوں پر ہے۔ اگر یہ دو گروہ درست ہوں تو
معاشرہ صحیح سمت پر گامزن رہے گا ورنہ فساد
کا شکار ہوگا۔ یہ دو گروہ علماء اور حکام ہیں۔"

حکام سے تو آپ بخوبی واقف ہیں۔ ملتِ مسلمہ پر مسلط حکام ہمیشہ عمل سے نہیں بلکہ فکر اسلامی سے بھی دور اور عاری رہے ہیں۔

دوسرا گروہ کہ جس سے ملت کی امیدیں وابستہ ہیں وہ علماء ہیں جو کسی بھی معاشرے کو اصلاح کی سمت گامزن کرنے اور فساد سے روکنے کی قدرت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ علماء آپس میں متحد ہو کر صلاح و مشورہ اور حکمتِ عمل سے لوگوں کو راہِ اسلام پر گامزن کریں اور استعماری و استثماری خطرات سے وقتاً فوقتاً آگاہ کریں۔ جس طرح حضرت امام حسینؑ نے فرمایا۔

"نوعِ انسانی کا دنیا و آخرت سے مربوط نظامِ
زندگی علماء باللہ کے ہاتھوں میں ہے۔"

اسی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ علماء اعلام اور ملک کے دانشور مفکر حضرات کا ایک اجتماع یا سیمینار منعقد کرنے کی ضرورت کو کوئی بھی مسترد نہیں کر سکتا جس میں ملت اسلامیہ کے مسائل کا جائزہ لینے اور غور و خوض کرنے کے بعد ان کا بہتر حل تلاش کیا جائے۔

سب سے موثر اور عوام سے زیادہ مربوط و با اختیار ائمہ مساجد ہیں جو مومنین سے رابطے اور ہفتہ وار ملت کے ایک عظیم گروہ و اجتماع سے شرف ملاقات اور توفیق خطابت حاصل کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ائمہ مساجد کا سیمینار اشد ضروری

اور اہم تھا۔ لیکن بدقسمتی سے کبھی حالات کی عدم مساعدت و ناسازی اور دیگر مسائل و مشکلات کی بنا پر یہ آرزو عملی شکل اختیار نہ کر سکی تاہم وقتاً فوقتاً اس کا ذکر ضرور ہوتا رہا۔

حال ہی میں کراچی کے علما اعلام ائمہ جمعہ و جماعت، قائد ملت جعفریہ حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین السید عارف حسین الحسینی کے ساتھ ایک نشست میں ملک و ملت کو درپیش مسائل کے ضمن میں گفتگو فرما رہے تھے تو بعض حضرات نے قائد محترم کی توجہ ائمہ جمعہ و جماعت کے ایک سیمینار کے انعقاد کی اہمیت کی جانب مبذول کرائی۔ اور انھوں نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ صوبہ سندھ کی انتظامیہ کو ایسے ایک سیمینار کے انعقاد کا بندوبست کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اس طرح خدائے ذوالجلال و منان کی توفیق سے تحریک صوبۂ سندھ کو اس کے انعقاد کی ذمہ داری اپنے کاندھے پر اٹھانے کا شرف حاصل ہوا۔ بعد ازاں تحریک کے صوبائی صدر جناب مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج آقائی حیدر علی جوادی نے اس حقیر کو یہ حکم دیا کہ اس موقع کی مناسبت سے سیمینار کے اہداف و مقاصد پر مشتمل ایک کتابچہ تحریر کروں۔ تمام تر ناتوانی کے باوجود ان کے حکم کو مسترد نہ کر سکا چنانچہ چند احباب و نوجوان دوستوں کے تعاون اور شب و روز کی انتھک کوششوں سے یہ مجموعہ معلومات رسالۃ المسجد کے نام سے قارئین محترم کے خدمت میں پیش کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ خداوند وحدہٗ لاشریک کے شکر کے بعد ہم ان نوجوانوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس مجموعہ کی ترتیب میں ہماری تنہا مدد ہی نہیں بلکہ یہ رسالہ انہی نوجوانوں کی کاوشوں کا ثمر ہے۔

اس رسالہ کی ترتیب و تنظیم کے لیے میں برادر سید امتیاز علی رضوی، برادر

سید علی رضوان شاہ نقوی، برادر سید محمد جواد نقوی اور اس کی تزئین و آرائش کے سلسلے میں برادر سید جعفر صادق کا نہایت ممنون و متشکر ہوں اور دست بہ دعا ہوں کہ خداوند تعالیٰ ان حضرات کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

کتاب میں موجود مواد کو آیاتِ قرآنی، تاریخ اسلام کے مسلمہ و معتبر واقعات اور رسالہ عملیہ مراجعین عظام سے استخراج کیا گیا ہے۔

اس میں موجود عنوانات ائمہ جمعہ و جماعت سے مربوط شرعی ذمہ داریوں اور مساجد و جمعہ و جماعت کی شرعی حیثیت و مقام اور ان کو درپیش چند مسائل اور تجاویز پر مشتمل ہیں۔

امید ہے قارئین معنوی اغلاط کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ادبی غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اسے شرفِ قبولیت بخشیں گے۔

آخر میں سب کے لیے توفیق الٰہی کے خواستگار ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سید علی شرف الدین موسوی علی آبادی
۳۰ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ ہجری۔ کراچی

مسجد

مسجد لغت میں

"مسجد" اسمِ مکان ہے۔

یعنی ——

مکانِ سجدہ اور محلِ سجدہ ہے۔

سجدہ، عبادت کا اعلیٰ مصداق ہے، اس کی جمع

مساجد ہے —————،

اسی مناسبت سے جو اعضاءِ جسم سجدہ کے وقت زمین سے مَس ہوتے ہیں انھیں بھی مساجد کہا جاتا ہے۔

وہ اعضاء جو زمین پر مَس ہونا ضروری ہیں،

پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ہیں۔ ان سات اعضاءِ جسم کے زمین سے مَس ہونے کی صورت میں سجدہ درست ہے۔

مسجد کی اصطلاحی تعریف

اصطلاح میں مسجد اس مکان کو کہتے ہیں
جسے
مسلمان اجتماعی طور پر
نماز ادا کرنے کے لیے
منتخب یا تعمیر کریں، نیز وہ مکان کسی شخص یا گروہ
کی ملکیت نہ ہو بلکہ اللہ کے لیے،
وقف کیا گیا ہو۔

چند استثنائی صورتوں کے علاوہ تمام دیگر مساجد کے لیے بھی وہی
تمام خصوصیات واحکامات ہیں جو مسجد الحرام خانہ کعبہ کے لیے بیان
کیے جاتے ہیں۔
کیونکہ،
تمام مساجد کو خانہ کعبہ سے نسبت ہے۔

مسجد میں جانے کا ثواب

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب ایک شخص گھر سے مسجد اور پھر مسجد سے گھر کی طرف جاتا ہے تو خداوندِ تعالیٰ کی جانب سے اس کے ہر قدم کے عوض:

① ــــ اس کے نامۂ اعمال میں دس حسنات درج کر دیے جاتے ہیں۔

② ــــ اس کے کیے گئے دس گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

③ ــــ اس کے درجات میں دس گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔"

فضیلتِ مسجد

(۱) ——— امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"مسجد میں بیٹھنا میرے لیے زیادہ بہتر ہے جنّت میں بیٹھنے سے۔ کیونکہ جنّت میں بیٹھنے میں میرے نفس کی خوشی ہے۔ جبکہ مسجد میں بیٹھنے میں میرے رب کی خوشی ہے۔"

——— (بحارالانوار جلد ۸۰ ص ۳۶۲)

(۲) ——— جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"جب کوئی مسجد میں جائے گا تو ان چیزوں میں سے ایک اسے ضرور ملے گی :

(۱) دینی بھائی۔

(۲) کوئی تازہ معلومات (علم)۔

(۳) کسی چیز کے بارے میں دلیل محکم۔

(۴) کوئی رحمت جو اس کا انتظار کر رہی ہو گی۔

⑤ ایسا جملہ جو اسے ہلاکت سے روک لے۔
⑥ ایسا جملہ جو اس کی رہنمائی کرے۔
⑦ کوئی گناہ چھوڑنے پر مجبور ہو گا ڈر کی بنا پر یا مروت کی وجہ سے

---

③ —— امام الصادقؑ سے مروی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"نماز کے انتظار میں مسجد میں تنہا بیٹھنا ہی عبادت ہے جب تک کہ کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔"

کسی نے پوچھا یہ حادثہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

"غیبت"۔

---

④ —— امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"مسجد میں جایا کرو۔ کیونکہ یہ خدا کا گھر ہے۔ جو مسجد میں طہارت کے ساتھ آئے گا خدا اسے گناہوں سے پاک کر دے گا اور اپنے زواروں میں سے قرار دے گا۔ مسجد میں ذکر و دعا کثرت سے کیا کرو۔"

—— (بحار الانوار ج ۸۳ ص ۳۸۴)

⑤ —— پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

"خدا نے فرمایا کہ زمین میں میرا گھر مسجد ہے

جو اہلِ آسمان کو اس طرح منور کرتی ہے جس طرح
ستارے اہلِ زمین کو،
مبارکباد ہے اس شخص کے لیے جس نے مسجد کو
اپنا گھر بنایا ہو۔ (یعنی کثرت سے مسجد جاتا ہو)،
بشارت ہے اس شخص کے لیے جو گھر میں وضو
کرے اور مسجد میں میری زیارت کرے کہ میں اپنا
کرم ان پر نازل کروں گا۔
آگاہ ہوں وہ جو تاریکی میں مسجد جاتے ہیں کہ
قیامت کے دن ان کے ساتھ نور چمکے گا۔"

(محاسنِ برقی ص ۴۹)

مختلف مساجد میں ادائیگی نماز کی فضیلت

روئے زمین پر واقع مختلف مساجد میں نماز ادا کرنے کی فضیلت اور اس کا ثواب مسجد کی اہمیت و نوعیت کے مطابق کچھ اس طرح ہے:

(۱) —— مسجد الحرام میں ادا کی جانے والی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے۔

(۲) —— مسجد نبویؐ میں ادا کی گئی ایک نماز دس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

(۳) —— مسجد کوفہ یا مسجد اقصیٰ میں ادا کی جانے والی ایک نماز کے بدلے ایک ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

(۴) —— شہر کی جامع مسجد میں ادا کی جانے والی ایک نماز ایک سو نمازوں کے مترادف ہے۔

(۵) —— کسی محلہ یا قبیلہ کی مسجد میں نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے۔

(۶) —— بازار کی مسجد میں پڑھی جانے والی ایک نماز کے بدلے بارہ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

روضہ ہائے مطہر ائمۂ معصومین علیہم السلام میں نماز کی ادائیگی کی فضیلت

ائمۂ معصومین علیہم السلام کے روضہ ہائے مطہر
میں
نماز ادا کرنے کی
بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔
جس طرح مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت و ثواب مسجد کے
مقام و اہمیت کی بنا پر
مختلف ہے۔
اسی طرح
احادیث سے ثابت ہے کہ مختلف روضہ ہائے اطہار میں
نماز کی فضیلت بھی مختلف ہے۔

مسجد میں نماز ادا کرنے کی تاکید

مختلف روایات میں نماز کو مسجد میں ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے:

(۱) —— پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:
"جو شخص مسجد کے ہمسائے میں رہتا ہو اور نماز
گھر میں ادا کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوگی"

(۲) —— مختلف احادیث میں ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا، عقد و نکاح، مشاورت اور ہمسائیگی ترک کرنے کی ہدایت کی گئی ہے جو مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔

روزِ قیامت تین چیزوں کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

" تین چیزیں روزِ قیامت عدلِ الٰہی سے شکایت کریں گی :

① — وہ مسجد جہاں کوئی نماز نہیں پڑھتا۔

② — وہ عالم جو جاہلوں کے درمیان ہو اور اس سے کوئی سوال نہیں پوچھا جاتا۔

③ — وہ قرآن جس پر گرد و غبار ہو اور اس کی تلاوت نہیں کی جاتی ۔

کسی مخصوص مقام پر نماز ادا کرنے کی تاکید

کسی مخصوص مقام پر
نماز پڑھنے کی تاکید اس قدر کی گئی ہے ——————
کہ احادیث میں وارد ہوا ہے :
اگر کوئی شخص ،
کسی عذر کی بنا پر مسجد میں نہیں جا سکتا
تو اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں —————— ،
ایک خاص جگہ
نماز پڑھنے کے لیے مقرر کرے ۔
البتہ ،
اس مقام کے لیے
احکاماتِ مسجد
لاگو نہیں ہوں گے ۔ —————— !

احکاماتِ مسجد

واجبات و محرمات

① —— مسجد کو سونے چاندی سے مزین کرنا اور مسجد میں نقش ونگار بنانا حرام ہے۔

② —— مسجد کی زمین، اس پر قائم عمارت اور مسجد کی تمام املاک کو کسی بھی شخص یا گروہ کی ملکیت قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس املاک کی خرید و فروخت نہیں کی جا سکتی۔
(مسجد کی زمین گہرائی تک مسجد کی ملکیت شمار ہوتی ہے۔)

③ —— تمام مساجد میں حیض و نفاس والی عورت اور مجنب کا ٹھہرنا حرام ہے۔ البتہ مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے علاوہ دیگر مساجد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔

④ —— مسجد کو نجس کرنا حرام ہے۔ اگر خدانخواستہ مسجد نجس ہو جائے تو اسے پاک کرنا واجب فوری ہے حتیٰ کہ یہ عمل

نماز سے بھی مقدم ہے اگرچہ نماز کی ادائیگی کے لیے کافی وقت موجود ہو۔

⑤ —— مسجد کے فرش کو مسجد سے باہر لے جانا درست نہیں اگر باہر لے گئے تو واپس مسجد میں لانا واجب ہے۔

⑥ —— مسجد میں کسی بھی میت کو دفن کرنا جائز نہیں۔

مستحبات

مستحب ہے:

① —— کہ کوشش کی جائے کہ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور سب سے آخر میں باہر نکلے۔

② —— کہ مسجد میں صفائی رکھی جائے اور چراغاں کیا جائے۔

③ —— کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کو باہر رکھے اور اس چیز کا بھی خیال رکھے کہ جوتے کی رطوبت سے مسجد محفوظ ہے۔

④ —— کہ مسجد میں قیام کے دوران قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور ذکر و دعا و درود میں مشغول رہے۔

⑤ —— کہ اگر مسجد میں جائے اور کوئی نماز واجب ادا نہ کرنا ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھے جسے نماز تہنیت مسجد کہا جاتا ہے۔

⑥ —— کہ خوشبو لگا کر اور صاف ستھرا لباس پہن کر مسجد میں جائے۔

⑦ —— کہ مسجد کے دروازے پر طہارت کے لیے معقول انتظام ہو۔

مکروہات

① —— مکروہ ہے کہ مسجد کی دیواروں کو بہت زیادہ بلند کیا جائے۔

② —— مسجد کے میناروں کو زیادہ بلند کرنا بھی مکروہ ہے۔

قرآن، احادیث اور تاریخِ اسلام میں مسجد کا مقام

اب ہم قرآن، احادیث اور تاریخ کے آئینہ میں مساجد کا ایک جائزہ پیش کریں گے تاکہ اپنے معاشرہ میں مساجد سے مطلوبہ فوائد حاصل کر سکیں۔

مسجد الحرام

پرستش، عبادتِ الٰہی اور استکبار و استحصال کے خلاف قیام کے لیے اولین مسجد جو روئے زمین پر قائم ہوئی وہ مسجد الحرام ہے۔ اس کی تعریف و خصوصیات میں مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی وارد ہوئی ہیں:

۱۔ یہ پہلا گھر ہے

ا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: "بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں
کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے
اس کو خیر و برکت دی گئی تھی اور تمام جہان والوں
کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا۔"

(سورۂ آل عمران ۹۶)

ب ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا
نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ
الْعَتِيْقِ۔

ترجمہ: "پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری
کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔"

(سورہ حج ۲۹)

۲۔ یہ عالمین کے لیے جائے امن ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ
وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ
مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ
وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

ترجمہ: "اور یہ کہ ہم نے اس پہلے گھر (کعبہ) کو لوگوں کے لیے مرکز
اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا
کہ ابراہیم جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے

اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو اور ابراہیمؑ
اور اسمٰعیلؑ کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف
اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے
لیے پاک رکھو"

(سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵)

۳۔ یہ جائے قیام و تحریک ہے:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا
لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ...

ترجمہ: اللہ نے مکان محترم، کعبہ لوگوں کے لیے (اجتماعی
زندگی کے) قیام کا ذریعہ بنایا"

(سورہ مائدہ آیت ۹۷)

مسجد اقصیٰ

دوسری مسجد جس کا مقام مسجد حرام کے بعد ہے وہ مسجد اقصیٰ ہے
اس کی عظمت، بزرگی و فضیلت میں درج ذیل آیت قرآنی وارد ہوئی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَ
قْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ
مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔

ترجمہ: "پاک ہے وہ جو لے گیا رات کے ایک حصہ میں اپنے
بندے کو مسجدِ حرام سے دور کی اس مسجد تک
جس کے اطراف کو اس نے برکت دی ہے تاکہ
اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔"

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۱)

اس مسجد کی عظمت و بزرگی کا اظہار اس سے ہوتا ہے کہ یہ مسجد ہمیشہ سے انبیاء کی جائے قیام رہی ہے اور نبی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے معراج و قبلۂ اوّل ہے۔

مگر افسوس کہ اب یہ باعظمت مسجد صیہونیت کے ناپاک ہاتھوں میں ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ روئے زمین پر اپنی تمام مساجد سے اس مسجد کی آزادی کے لیے آواز بلند کریں۔

مسجدِ قباء

تیسری مسجد جس کا ذکر قرآنِ کریم میں وارد ہوا ہے۔ وہ مسجد قباء ہے یہ مسجد مدینہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر مکہ کی جانب واقع ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ہجرت کے موقع پر مدینہ میں داخل ہونے سے قبل اپنے اہل خانہ کی آمد کا انتظار یہیں فرمایا۔

اسی دوران آپ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کی عظمت و بزرگی اور اس مسجد کی تعمیر کرنے والوں کی پاکیزگی اور فضیلت کا تذکرہ قرآنِ حکیم میں سورہ توبہ کی آیت ۱۰۸، ۱۰۹ میں ہوا ہے۔

"لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ
يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۚ فِيْهِ رِجَالٌ
يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ
عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ......"

ترجمہ: "جو مسجد اوّل روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لیے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔ پھر تمھارا کیا خیال ہے کہ بہتر انسان وہ ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو......"

(سورہ توبہ آیات ۱۰۸، ۱۰۹)

مسجدِ نبویؐ

چوتھی مسجد جو تاریخِ اسلام میں ممتاز ہے وہ مسجدِ نبویؐ ہے۔ مدینہ پہنچنے کے فوراً بعد پیغمبر اکرمؐ نے جو بنیادی امور انجام دیے ان میں اوّلین عمل یہ تھا کہ آپؐ نے مدینہ کے دو یتیموں سے (جو اسعد بن زرارہ کی کفالت میں تھے۔ یہ وہی شخص ہیں جنھوں نے آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی تھی اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) ایک قطعہ زمین خریدا اور فوراً اپنے ہاتھوں سے مسجد کی تعمیر کا آغاز فرمایا۔ آپ مٹی اور اینٹوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ

لے جانے کا محنت طلب کام کرنے لگے۔ یہاں تک کہ کسی شاعر نے کہا :

لئن قعدنا والرسول یعمل

لذاك منا العمل المضلل

ترجمہ: "یعنی اگر ہم یوں ہی بیٹھے رہیں اور نبیؐ کام کرتے

رہیں تو ہم گناہ اور گمراہی کا شکار ہوں گے۔"

اس شعر کے بعد تمام مسلمان آگے بڑھے اور تعمیر مسجد میں حضور اکرمؐ کے شانہ بشانہ شریک ہو گئے۔

مسلمانوں نے حضورؐ کی معیت میں انتہائی شوق و رغبت کے ساتھ تعمیر مسجد میں حصہ لیا۔ ان کے اس جذبۂ شوق کا اندازہ اس رجز سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے جو اس وقت ان کی زبانوں پر جاری تھا۔

اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ

فاغفر للانصار والمھاجر

ترجمہ: "زندگی تنہا زندگی آخرت ہے

خدا بخش دے انصار و مہاجر کو۔"

غرضیکہ مسلمانوں کی شب و روز کی محنت کے نتیجے میں مسجد نبویؐ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

اس سادہ و بسیط عمارت کی چھت کھجور کے درخت کے تنوں اور پتوں سے تیار کی گئی تھی۔ اس کے ستون کھجور کے درخت تھے اور فرش مٹی اور ریت پر مشتمل تھا۔ یہاں تک کہ جب بارش ہوتی تو پانی چھت کے ذریعے مسجد کے فرش پر آجاتا اور اسے خراب کر دیتا تھا۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس سادہ اور متواضع مسجد سے مختصر سی مدت میں ایسے

ملائکہ صفت اور بافضیلت افراد پیدا کیے جو اپنے اخلاق، کردار معاشرہ اور عبادت میں بے مثل تھے۔ اور یہ مرکز بہت سے گمراہ اور متکبر انسانوں کے راہِ راست پر لانے کا سبب قرار پایا۔

یہ مسجد جہاں محراب عبادت تھی وہاں ایک عظیم مدرسہ اور دانشگاہ کی حیثیت بھی رکھتی تھی۔ اس دانش گاہ سے ایسی حامل علوم و معارف ہستیاں نکلیں کہ جنھوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی اسناد حاصل کیں جن کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

مثال کے طور پر حضرت سلمان فارسیؓ جن کے بارے میں رسول خداؐ نے فرمایا:

"سلمان علم کا ایک ایسا سمندر ہے جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا"

دنیا میں رائج تاریخ دانشگاہی سے پوچھا جائے کہ کیا انھوں نے کبھی ایسے طالب علم کو فارغ التحصیل کیا ہے جس کے پاس اتنی عظیم سند ہو؟

جہاں یہ مسجد مرکز ثقافت و فکر اور علم تھی وہاں مرکز آداب اخلاق بھی۔

اسی مسجد سے دور جاہلیت کے اخلاق انسانی سے عاری و خالی افراد تربیت پا کر اسلامی آداب اور خلق الٰہی کا نمونہ بنے۔

جہاں یہ مسجد ایک مرکز اخلاق اسلامی تھی۔ وہاں ایک فوجی تربیت گاہ بھی۔ اس مسجد میں لوگوں کو جنگ و جہاد کی تربیت دی جاتی، جنگی نقشے تیار کیے جاتے اور منصوبہ بندیاں ہوتیں۔

یہیں سے اسلامی افواج کو محاذ جنگ پر روانہ کیا جاتا۔ لہٰذا یہ اپنی جگہ

جنگ کی تیاری کا مرکز بھی تھی۔

اسی مسجد سے مظلوم و محروم و مستضعف لوگوں کو بڑے سے بڑے ظالم و جابر و سرکش سے ان کا حق دلایا جاتا یعنی یہ مرکز عدل وانصاف بھی تھی۔

دنیا میں ہونے والے نشیب و فراز اور رونما ہونے والے حالات کی خبر بھی اسی مسجد سے لی جاتی تھی۔ یعنی یہ مسلمانوں کا مرکز اطلاعات بھی تھی۔

خلاصۂ کلام یہ مسجد:

- محراب عبادت تھی۔
- دانش گاہِ علمی تھی۔
- مرکز اخوت و صداقت تھی۔
- آمادگیٔ جنگ کا مرکز تھی۔
- مرکز عدالت تھی۔
- مرکز اطلاعات تھی۔

عام مسجد

عام مسجد سے مراد وہ مقدس مکانات ہیں جنھیں اطراف واکناف میں رہنے والے فرزندان توحید مختلف رنگ ونسل واقوام میں منقسم معاشرہ کو ایک مرکز واحد پر اللہ کی پرستش کی غرض سے جمع ہونے کے لیے اللہ کے نام پر تعمیر یا وقف کرتے ہیں۔

ان ہی مکانات کو کتاب وسنت میں کبھی "بیوت اللہ" کہا گیا ہے۔

جیسا کہ سورہ نور آیت ۳۶ میں ہے:

"فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ" یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔

ترجمہ: "یہ وہ "بیوت" ہیں جن کے بارے میں خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔ ان میں صبح وشام اس کی تسبیح کی جائے۔"

ایک اور مقام پر خداوند عالم نے انھیں "مسجد" کے نام سے یاد کیا ہے جیسا کہ سورہ جن آیت ۱۸ میں ہے:

"وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔

ترجمہ: "اور یہ کہ "مسجد" خاص خدا کی ہے اور اس کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔"

ان آیات میں تمام وہ مساجد مراد ہیں جنھیں اللہ کے نام سے وقف کیا گیا ہو۔ ان مساجد کے لیے بھی چند استثنائی صورتوں کے علاوہ وہی صفات و خصوصیات و احکامات ہیں جو مسجد الحرام کے لیے خداوند عالم نے مختلف آیات کے ذریعے مقرر کی ہیں۔

البتہ یہ احکامات ایسی جگہوں پر لاگو نہیں ہوتے جیسے کسی گھر، ادارے یا پارک وغیرہ میں نماز کے لیے ایک جگہ مخصوص کی جاتی ہے اور انھیں مسجد ہی کا نام دیا جاتا ہے مگر یہ وقف نہیں ہوتیں۔

گو کہ تمام مساجد عام کی نسبت مسجد الحرام سے ہے مگر کسی مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب اس کے محل وقوع کی بنا پر مختلف ہے جس کا ذکر ہم نماز جماعت کی گفتگو میں کر چکے ہیں۔

بعض مساجد میں نماز ادا کرنے کے متعلق احادیث و روایات میں بجید تاکید کی گئی ہے۔ ان مساجد میں جہاں ائمہ و اولیاء نے نماز ادا کی ہو یا انھیں اپنی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا ہو نماز پڑھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے اور ان مساجد میں مسجد کوفہ سرفہرست ہے۔ یہ وہی مسجد ہے جہاں امیرالمومنین علی علیہ السلام اپنے دشمن کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے تھے اور افواج اسلام کو محاذ جنگ پر روانہ

فرماتے تھے اور نہج البلاغہ میں نقل کیے گئے اکثر خطبات جناب امیر علیہ السلام نے اسی مسجد کے منبر سے دیے ہیں۔

اس مسجد کی فضیلت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ، مسجد نبوی، حرم امام حسینؑ کی طرح اگر کوئی مسافر اس مسجد میں جائے اور نماز پوری پڑھے تو اس نماز میں کوئی اشکال نہیں۔

آیات قرآنی، اقوال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احادیث ائمہ اطہار علیہم السلام، تاریخ اسلام، سیرت وعمل علمائے اسلام و مراجع عظام، سے ہمیں اس بات کا یقین ہوجاتا ہے کہ مسجد الحرام سے لے کر ایک عام محلہ کی مسجد تک تمام مساجد عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ دشمنان اسلام کے خلاف جہاد و قیام و تحریک کے لیے بھی استعمال ہوتی ہیں۔

یہ مساجد علم و آگاہی کے پھیلاؤ اور ایک عظیم دانشگاہ کی ذمہ داری بھی اٹھائے ہوئے ہیں۔

موجودہ صدی کے ان دو علمی مراکز ہی کو دیکھیے جہاں ہمارے نائبین امام عصرؑ اور مراجع عظام اسلام کی بقا اور تحفظ کے لیے مصروف عمل رہے۔

نجف اشرف جو ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک مرکز علوم آل محمدؐ خصوصاً مرکز دانشگاہ فقہ جعفریہ رہا۔ وہاں درس و تدریس کے امور وہاں کی اہم مساجد ہی میں ادا کیے جاتے تھے۔ مجتہدین عظام کے درس خارج سے لے کر مقدمات کے ابتدائی دروس تک انھیں مساجد میں ہوا کرتے یہاں تک کہ صدام ظالم نے اس عظیم علمی مرکز کو تباہ کرنے کے اقدامات کیے۔ اس کے دروازے مسلمین عالم کے لیے بند کر دیے۔

نجف اشرف کی علمی درس گاہ ایک جامعہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

اور وہ مساجد جو اس مرکز کے طلاب کے لیے استعمال ہوتیں ان کے دروازے رات کے چند گھنٹوں کے علاوہ ہمیشہ کھلے رہتے۔ ان مساجد میں مسجد ہندی، مسجد ترکی، مسجد طوسی، مسجد خضری، مسجد عمران اور دیگر مساجد شامل ہیں۔

زمانہ کی ستم ظریفی دیکھیے کہ شاگردانِ امام جعفر الصادقؑ سے پُر رہنے والی یہ مساجد آج ویران پڑی ہیں۔

انقلاب اسلامی کے سورج سے منور حوزۂ علمیہ قمؒ کی عظیم دانشگاہِ فقہ جعفری میں بھی اسی طرح درس و تدریس قدیم زمانے سے لے کر آج تک مساجد ہی میں ہو رہی ہے۔ یہاں بھی درسِ اوّل سے لے کر درسِ اجتہاد تک تمام دروس مساجد ہی میں دیے جاتے ہیں۔

قم کی مسجد اعظم جس کے بانی مرجع عالم اسلام حضرت آیت اللہ العظمیٰ بروجردی ہیں۔ وہ عظیم مسجد ہے جہاں آج کے مجتہدین درسِ خارج لیتے ہیں اور دیگر درجات کے طلاب بھی علومِ اسلامی حاصل کرتے ہیں۔

یہی وہ مسجد ہے جس کے منبر سے امام اُمت روح اللہ الموسوی الخمینی دام ظلہٗ نے استکبار و استعمار کے خلاف اپنے تاریخی خطبے دیے اور انقلاب اسلامی کا آغاز کیا۔

قمؒ کی ایک اور تاریخی مسجد، مسجد امام حسن علیہ السلام ہے۔ جس کے شبستان ہر وقت طلابِ اسلام کے دروس و بحث و گفتگو سے پُر رہتے ہیں۔ اسی طرح مسجد بالائے سر حضرت بی بی معصومہ میں بھی علومِ آل محمدؐ کی تدریس جاری رہتی ہے۔

مشہدِ مقدس کی مساجد بھی عصرِ گزشتہ سے لے کر آج تک طلاب دین کی علمی سرگرمیوں کا مرکز رہی ہیں۔ جن میں سرفہرست مسجد گوہر شاہ ہے جو

حرم امام رضا علیہ السلام سے متصل ہے۔ اس مسجد کے درودیوار آج بھی خونِ شہدار کے گواہ ہیں۔ رضا شاہ پہلوی کی ظالم حکومت کے خلاف اسی مسجد سے علمار نے حق کی آواز بلند کی اور انھیں دروازوں سے اس وقت کی شاہی سفاک فوج نے مومنین کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔

یہ ان چند مساجد کا ذکر ہے جہاں سے شاہ کے ظلم وستم کے تاریک دور میں آواز بلند ہوئی۔ مگر آج انقلابِ اسلامی کی برکتوں کے باعث جمہوری اسلامی ایران کی تقریباً اسی ہزار مساجد سے صبح وشام طاغوت واستکبار کے خلاف آواز بلند ہوتی ہے اور اسی سے عالمی استعمار خوف زدہ ہے۔

ہمارے وہ با فضیلت زوّار جو امام رضا علیہ السلام اور بی بی معصومہ قم کے حرم مطہر کی زیارت کی غرض سے مشہد و قُم جاتے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ ان "تاریخی مساجد کی زیارت بھی ضرور کریں۔

نمی دانم خدا می داند، کہ ہمارے اس خطہ کی مساجد پر آج تک علم وآگاہی کے دروازے کیوں بند رکھے گئے ہیں۔ حالانکہ مذہب حقہ کی بنیاد علم پر ہے اور ظالم کے خلاف آواز بلند کرنا ہمارے اوّلین فرائض میں شامل ہے۔ اگر کوئی مسجد اپنے بنیادی واوّلین فرائض کے لیے استعمال نہیں ہو رہی تو اس کی وجوہات و اسباب وہاں کے مومنین، مسجد کے منتظمین یا وہاں کے امام جماعت ہی بتا سکتے ہیں۔

مسجدِ ضرار نزولی

مسجد ضرار کی تاریخ یہ ہے کہ مدینہ میں ابو عامر نامی ایک شخص رہتا تھا (اسی کی ایما پر منافقین نے مسجد قبا کے مقابلے پر مسجد ضرار تعمیر کی) گو کہ ابو عامر کے فرزند تاریخ کے عظیم شہید حنظلہ غسیل الملائکہ تھے۔ حنظلہ وہ مجاہد اسلام ہیں جن کی شب جنگ احد شادی ہوئی۔ انھوں نے پیغمبر اکرمؐ سے خصوصی اجازت لی اور شادی کی صبح بغیر غسل جنابت افواج اسلامی سے میدان احد میں جا ملے۔ وہ بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اختتام جنگ پر انکا جسد مطہر پایا گیا تو اس سے پانی ٹپک رہا تھا۔ یہ خبر پیغمبرؐ کو دی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے۔ اسی لیے وہ حنظلہ غسیل الملائکہ کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ اس عظیم مجاہد کا باپ ابو عامر اسلام دشمنی میں سرگرم رہا۔

ابو عامر دور جاہلیت میں مسیحیت سے متاثر تھا اور ان کی رسومات میں شرکت کرتا۔ جب افق مدینہ سے ستارۂ اسلام طلوع ہوا تو اسلام کی حقانیت کے سامنے تمام مذاہب ماند پڑ گئے۔ اس سے ابو عامر بہت پریشان اور رنجیدہ ہوا۔

اس نے اوس وخزرج کے منافقین کے ساتھ سازباز کر کے اسلام کے خلاف اپنی تخریبی کارروائی شروع کی۔

پیغمبر اکرمؐ جب اس کی تخریبی نقل وحرکت سے آگاہ ہوئے تو ابو عامر کی گرفتاری کا حکم دیا اور اسے طائف کی جانب مدینہ بدر کر دیا گیا۔

جب طائف بھی مسلمانوں نے فتح کر لیا تو وہ وہاں سے بھاگ کر شام چلا گیا۔ ابو عامر نے شام میں منافقین کے ایک گروہ کی سرپرستی کی۔ اس نے وہاں سے مدینہ کے باہر قبا میں رہنے والے اپنے منافق دوستوں کے نام خط لکھا جس میں مسجد قبا کے مقابلے میں ایک مسجد تعمیر کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔

اس طرح اپنے عزائم کو کامیاب بنانے کے لیے اس نے مسجد ہی کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا۔ آج کل کے مخالفین اسلام کے منصوبے ابو عامر کے شیطانی منصوبوں سے ہم آہنگ ہیں۔ جس معاشرے میں دین کا بول بالا ہو وہاں دین کے خاتمے کے لیے دشمن، دین ہی کے نام سے کام کرتے ہیں۔ دین کے نام سے دین ہی کے خلاف کام کرنا مخالفینِ اسلام کا موثر ترین راستہ ہے۔ اور ہمارے لیے زیادہ نقصان دہ بھی ہے۔

ابو عامر یقین رکھتا تھا کہ پیغمبر اکرمؐ ہر صورت میں منافقین کی نقل وحرکت سے آگاہ رہتے ہیں اور کسی ظاہری سازش کو وہ کبھی بھی عملی جامہ نہیں پہننے دیں گے اس لیے ایسی سازش سوچی کہ جو اسلام ہی کے مقدس نام سے تھی۔

محلہ قبا میں منافقین نے ابو عامر کی ایما پر اسلام کے خلاف اس سازش کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے لیے انھیں کسی بہانے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ اس محلہ میں مسجد قبا پہلے سے قائم تھی۔ بہانہ یہ بنایا گیا کہ سردی اور بارش کی وجہ سے بوڑھے اور بیمار افراد مسجد قبا تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان کی سہولت کے لیے

ایک اور مسجد کی ضرورت ہے۔

آج کے دور میں بھی ہر قبیلہ والے، لسانی و قومی امتیازات کی بنیاد پر ایک محلے میں کئی مساجد مختلف وجوہات بتا کر تعمیر کرتے ہیں۔ جبکہ یہ فلسفۂ مسجد کے خلاف ہے۔

فلسفہ یہ ہے کہ بغیر امتیاز رنگ ونسل و قومیت، مسلمانوں کو جہاں تک ہو سکے ایک ہی مرکز پر جمع کیا جائے۔ اس فلسفے سے ہم نے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ یعنی ابوعامر اور اس کے رفقار کا عمل آج بھی ہمارے معاشرے کو ورثے میں ملا ہے۔ غیر شعوری طور پر ہم ان کی سازش کا شکار ہیں۔

چنانچہ انھوں نے بہانہ بنایا کہ بوڑھے، مریض اور معذور افراد مسجد قبا کی جماعت میں شرکت نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کے قبیلے میں دوسری مسجد کا ہونا ضروری ہے۔

۹ھ میں جب پیغمبر اکرمؐ تبوک کے لیے روانہ ہونے والے تھے تو وہ پیغمبرؐ کی خدمت میں گئے۔ اور مسجد بنانے کی اجازت طلب کی۔ اور اپنے بہانے کو بھی پیش کیا۔

پیغمبرؐ نے کسی منفی و مثبت جواب دینے کے بجائے اس مسئلہ کو جنگِ تبوک سے واپسی پر چھوڑا۔

پیغمبر کے جواب نہ دینے کے کچھ اسباب ہیں جن کی تسلی بخش توضیح ہمارے کتابچے کی مناسبت سے خارج ہے۔ ابوعامر واسکے رفقار کے عزائم یہ تھے۔

۱۔ ضرر:

ان کا مقصد اسلام ومسلمین کو ضرر پہنچانا تھا۔ لہٰذا ان کے ان عزائم کے

تحت اس کا نام مسجد ضرار رکھا گیا۔ اس مسجد کا نام خداوند عالم نے ان کی باطنی نیت کو منکشف کرتے ہوئے رکھا۔

ضرار : ــــــ یعنی ضرر پہنچانے والا۔

۲۔ قبیلہ پرستی

وہ اس عمل کے ذریعے پیغمبر اکرمؐ کی ابتدائے بعثت سے اس وقت تک کی کوشش پر پانی پھیرنا چاہتے تھے۔

پیغمبر اکرمؐ نے انھیں دورِ جاہلیت کی قبیلہ پرستی وقوم پرستی سے نکال کر توحید پرستی کی عظیم منزل پر لا کھڑا کیا تھا۔ وہ اس مسجد کے توسط سے اس قبیلہ پرستی کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے تھے۔

۳۔ تفرقہ

خداوند عالم نے ان کے باطنی عزائم کو منکشف فرمایا اور انھیں "تفریق بین المسلمین" کے گھناؤنے جرم کا مرتکب قرار دیا۔ وہ چاہتے تھے کہ امتِ مسلمہ جو ایک دیوار کی مانند اور مسلمان اس کی اینٹوں کی مانند تھے ان کو تقسیم کردیں۔

وہ مسجد قبا میں مسلمانوں کے اجتماع کو کم کرکے اسلام کی اجتماعی طاقت کو ختم کرنا چاہتے تھے۔

۴۔ اسلام کے خلاف مورچہ بندی

اس مسجد کو اسلام کے خلاف ایک مورچہ کے طور پر استعمال کرنا

مقصود تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مسجد بنانے کے بعد حیلوں اور بہانوں کے ذریعے لوگوں کو مسجد قبا سے کھینچ کر اس کی جانب لایا جائے اور آہستہ آہستہ اسلام کے خاتمے کے لیے کام کیا جائے۔

ان عزائم کو خداوند عالم نے حارب اللہ سے تعبیر کیا۔

۵۔ کفر بہ اسلام

تمام اسباب اسی مقصد کا مقدمہ تھے۔ دراصل وہ کفر کو پھیلانا اور اسلام کا خاتمہ چاہتے تھے۔

ان عزائم کے تحت انھوں نے اس مسجد کو پیغمبر اکرمؐ کی آمد سے قبل پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ پیغمبرؐ کی آمد کے فوراً بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مسجد چونکہ تیار ہے اس لیے رسول اکرمؐ اس مسجد میں تشریف لاکر نماز ادا کریں۔

اس طرح وہ چاہتے تھے کہ رسول خداؐ اس پر مہر حقیقت و تصدیق لگادیں اور ظاہر ہو کہ ان کی کوشش اخلاص پر مبنی ہے اور اس طرح اسلام کے خلاف یہ مورچہ دوام پا جائے۔

خداوند عالم نے اس مسجد کی تعمیر میں مضمر ناپاک عزائم اور اسباب و عوامل سے پیغمبرؐ کو آگاہ کیا۔ سورہ توبہ کی آیت ۱۰۷ میں ارشاد رب العزت ہے:

"وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ
كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ
وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ

يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا[۱]

ترجمہ: "کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کے لیے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں اور (خدا کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں اور اہلِ ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کے لیے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور اس کے رسولؐ کے خلاف برسرپیکار ہو چکا ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔ تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا۔"

چنانچہ پیغمبر اکرمؐ نے اس آیت کے نزول کے بعد اس مسجد کو ڈھا دینے کا حکم دیا۔

ہم نے اس کو مسجد ضرار نزولی اس لیے کہا ہے کہ اس مسجد سے مراد وہ خاص مسجد ہے جس کے بارے میں ۹ھ ہجری میں تبوک سے پیغمبرؐ کی آمد پر یہ آیت قرآنی نازل ہوئی۔

مسجد ضرار مصداقی

اس وقت سے قیامت تک ہر وہ مسجد جو مذکورہ عوامل کی بنیاد پر بنائی جائے مسجد ضرار کا مصداق ہے۔ اگر کوئی مسجد لسانی، قومی اور نسلی

بنیادوں پر بنائی جائے یا اس کے اسباب عبادت کے علاوہ ہوں یا مالی فوائد ان کے پیش نظر ہوں تو مسجد ضرار مصداق ہے۔

حدیث معصوم ہے:

ظَهْرُ الْقُرْآنِ . فِي الَّذِيْنَ نُزِّلَ فِيْهِمْ وَبَطْنُهُ مِثْلُ الَّذِيْنَ عَمِلُوْا بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ ۔

ترجمہ: "ظاہر قرآن ان کے لیے ہے جنھوں نے یہ عمل کیا اور باطن قرآن ان کے لیے جو اس عمل کی پیروی کریں گے۔"

شان نزول کے موقع پر موجود عمل یا فرد سے اگر کوئی عمل یا فرد مطابقت رکھے تو حکم خداوندی اس عمل پر بھی لاگو ہوگا۔

تعمیرِ مسجد کا اجر و ثواب

مسجد کی تعمیر کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے کہ:

"اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى
اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔

ترجمہ: "اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخر کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔ انھیں سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ چلیں گے۔"

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسجد تعمیر کرنے والا تین شرائط پوری کرتا ہو:

(۱) —— پہلی شرط یہ کہ وہ مبدا و معاد پر یقین رکھتا ہو۔ یعنی

ملحد نہ ہو۔

(۲) —— دوسری شرط یہ کہ نماز پر یقین رکھتا ہو، تارک الصلوٰۃ نہ ہو زکوٰۃ وخمس ادا کرتا ہو۔ حق اللہ غصب کرنے والا نہ ہو، زکوٰۃ وخمس کو غصب کرکے یا خیانت کرکے مسجد نہ بنائے، اس کا نہ تو اجر ملے گا نہ ہی اسلام میں مقام ومرتبہ حاصل ہوگا۔

(۳) —— تیسری شرط یہ کہ اس کے دل میں خدا ہی کا خوف ہو، طاغوت یا اس کے آلۂ کار کا خوف نہ ہو۔

جس نے یہ تین شرائط پوری کیں وہ تعمیر مسجد کا حقدار ہے اور وہ مستحق اجر وثواب ہے اور اس کے لیے اجرِ عظیم ہے۔

جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے:

(۱) —— پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر کوئی تعمیرِ مسجد میں حصہ لے چاہے پرندے کا ایک گھونسلہ بنانے کی مقدار ہی کیوں نہ ہو تو خدا کی جانب سے اسے جنت میں ایک گھر عطا کیا جائے گا۔"

—— (بحار الانوار ج ۷۷ ص ۱۲۱)

(۲) —— پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اس روئے زمین پر ایک مسجد تعمیر کرے گا تو خداوند تعالیٰ اس مسجد کی زمین کے ایک بالشت کے ثواب میں اس شخص کو آخرت میں چالیس ہزار قدم مسافت پر مبنی سونا،

چاندی، لؤلؤ و زبرجد سے بنا ہوا ایک شہر دے گا۔"

---

۳ — صادقِ آلِ محمد علیہ السلام نے فرمایا:
"جو شخص دنیا میں ایک مسجد تعمیر کرے گا۔ اس کے ثواب میں خداوند تعالیٰ اسے آخرت میں جنت کا ایک گھر دے گا۔"

وہ گروہ جسے حقِ تعمیرِ مسجد نہیں

شریعت میں جن چند افراد اور کمپنیوں کو مسجد بنانے کا حق حاصل نہیں وہ یہ ہیں:

- ○ — وہ افراد جو مسجد ضرار کے بنانے کے اسباب وعوامل کی نیت سے مسجد بنائیں۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے
- ○ — وہ افراد جو واضح طور پہ کافر ہیں اور مبدا ر و معاد پر یقین نہیں رکھتے۔

ملاحظہ ہو سورۂ توبہ آیت ۱۷، ۱۸۔

"مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا
مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي
النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ
مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ
يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔

(سورۃ توبہ آیات ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: "مشرکین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے
مجاور و خادم نہیں در آنحالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی
شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے
اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا
ہے۔ اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم)
تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخر کو
مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے
سوا کسی سے نہ ڈریں۔ انہی سے یہ توقع ہے کہ
سیدھی راہ چلیں گے۔"

لہٰذا ہمارے علماء اعلام نے بھی انہی آیات کی روشنی میں ایسے افراد کی معاونت کرنا حرام قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ ایسے افراد کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔

مدافعینِ مسجد

نوعِ انسانی میں ایک ایسا گروہ ہے اور ایسی مقتدر ہستیاں ہیں جن کے وجود کی وجہ سے مساجد و دیگر معبد محفوظ ہیں۔

تاریخ انسانی میں ابتدا سے آج تک ۲ دو گروہ رہے ہیں:

- ایک گروہ وہ ہے جو منکر مبدا و معاد ہے۔
- دوسرا وہ گروہ ہے جو ایمان باللہ و ایمان بہ آخرت رکھتا ہے۔

منکرین مبدا و معاد ہمیشہ ایمان باللہ کے حامل افراد کے ساتھ نبرد آزما رہے ہیں۔ چونکہ اللہ کی یاد کا مرکز یہی معبد ہوتے ہیں اسی لیے منکرین مبدا و معاد ان کو پامال کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہستیاں جو ان دشمنانِ خدا کے شر سے مساجد اور مومنین کی محافظت کرتی ہیں اسلام میں بڑی فضیلت کی مالک ہیں۔ اگر یہ ہستیاں نہ ہوں تو یہ معبد تباہ و برباد کر دیے جائیں۔

تاریخ اسلام میں مساجد کی سب سے عظیم محافظ حسینؑ بن علیؑ کی شخصیت ہے۔ اگر حسینؑ بن علیؑ نہ ہوتے تو آج مساجد کا نام تک باقی نہ ہوتا۔

بلکہ ذکرِ خدا ہی نہ رہتا۔ جیسا کہ یزید نے کہا :

" لعبت ھاشم بالملك فلا خبر جاء
ولا وحی نزل"۔

ترجمہ : " بنی ہاشم نے ملک و سلطنت کے لیے یہ کھیل
کھیلا ہے۔ (نعوذ باللہ) نہ کوئی خبر آئی ہے نہ
کوئی وحی نازل ہوئی ہے"۔

یعنی وحی کو رد کر کے یزید ضرورت مسجد کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا تھا۔
لہٰذا کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ :

" یکبرون بان قتلت وانما
قتلوا بك التکبیر والتحلیلا

ترجمہ : " اے فرزندِ رسولؐ ان لوگوں نے آپؑ کو قتل کر کے
تکبیر (اللہ اکبر) تحلیل (لا الٰہ الا اللہ) کو بھی قتل کیا۔"

لہٰذا شہادت حسینؑ اور نام حسینؑ ہی سے آج دنیا میں مساجد باقی ہیں
ورنہ یزید ابن معاویہ کے ہاتھوں ان کا وجود کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔
ایسی پاک و پاکیزہ ذوات کی شان میں آیت قرآنی ہے۔

" اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ
حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ
اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ
صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ
فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ
یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔"

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال
دیے گئے صرف اس قصور پر کہ وہ کہتے تھے: "ہمارا
رب اللہ ہے"۔ اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے
کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں اور گرجا اور
معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام
لیا جاتا ہے سب مسمار کر ڈالی جاتیں۔ اللہ ضرور
ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے
اللہ بڑا طاقتور اور قدرت والا ہے"۔

(سورۃ حج آیت ۴۰)

مسجد میں جانے اور وہاں ذکر خدا سے روکنے والے کافر ہیں

وہ لوگ جو عوام کو خانۂ خدا ، راہِ خدا ، ذکرِ خدا ، یادِ خدا اور مساجدِ خدا سے روکتے ہیں وہ کافر ہیں۔ جو مختلف ذرائع اور طریقوں سے لوگوں کو مساجد میں جانے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ کافر ہیں مومن نہیں ہو سکتے ۔

آیت قرآنی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔

ترجمہ: "جن لوگوں نے کفر کیا اور جو (آج) اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں اور اس مسجد حرام کی زیارت میں مانع ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے بنایا ہے

جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں
کے حقوق برابر ہیں (ان کی روش یقیناً سزا کی مستحق
ہے) اس (مسجد حرام) میں جو بھی راستی سے ہٹ
کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم دردناک
عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

——————— (سورہ حج آیت ۲۵)

ظالم ہیں:

دوسرے لوگ جو مساجد میں ذکر خدا سے لوگوں کو روکتے ہیں۔
ظالمین ہیں۔ وہی افراد مساجد کو ویران کرنے کے ذمّے دار ہیں۔ مسلمانوں
کو چاہیے کہ وہ ایسے ظالم افراد کو مساجد سے دور رکھیں۔ آیت قرآنی ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ
اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَاؕ
اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا
خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ
فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔

ترجمہ: "اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کے
معبدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان
کی ویرانی کے درپے ہو؟ ایسے لوگ اس قابل ہیں
کہ ان عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھیں۔ اگر وہاں
جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۱۴)

امام خمینی نے فرمایا:

① —— صدرِ اسلام میں مسجد و منبر، سیاسی سرگرمیوں کا مرکز ہوتا تھا۔ بہت سی جنگی منصوبہ بندیاں مسجد ہی میں طے ہوتی تھیں۔

(۱۶-۳-۵۸ھ ش)

② —— مساجد میں ہونے والے اجتماعات اور مذہبی محافل کی تعداد میں اضافہ کیجیے اور انھیں زیادہ بارونق بنائیے۔ اہل منبر اور خطبار محترم کو چاہیے کہ لوگوں کو فکری، تعمیری اور متحرک بنانے کے لیے اقدام کریں۔

(۲۰-۴-۵۸ھ ش)

③ —— پورے ملک کے مسلمان مساجد میں آئیں اور اپنی تحریک کو ان ہی مساجد جو کہ اسلام کا ایک مضبوط قلعہ ہے کے ذریعے زندہ رکھیں۔

(۴-۵-۵۸ھ ش)

④ ——— مسجد مرکزِ تبلیغ ہے ۔ صدرِ اسلام میں سب لوگ انھیں مساجد سے اپنی راہ کا تعین کرتے تھے ۔ مسجد اسلام کے احکامِ سیاسی بیان کرنے کا مرکز تھا ۔

(۲۷-۶-۵۸ ھ ش)

⑤ ——— مساجد کو خالی نہ چھوڑیئے ۔ آج یہ آپ کی ذمہ داری ہے شیاطین نماز سے ڈرتے ہیں ، مسجد سے خوف کھاتے ہیں ان اجتماعات کی حفاظت کیجیے اور ان مساجد کی مضبوط نگہداری کے فرائض انجام دیجیئے ۔

(۱۴-۳-۵۹ ھ ش)

⑥ ——— ان مساجد کو مورچہ قرار دیجیے ۔ صدرِ اسلام میں انھیں مساجد سے ہر چیز جاری ہوتی تھی ۔ مسجد قضاوت کی جگہ تھی ۔ مسجد فوج کی روانگی کی جگہ تھی ۔ فوجی کیمپ تھی ۔ ہمیں چاہیئے کہ ان مساجد کی مضبوط نگہداری کریں ۔ یہ نہ کہیئے کہ اب ہم مسجد میں کیا کریں ؟! ہم انقلاب لے آئے ہیں ! ہم انقلاب لائے ہیں تاکہ مسجد کو بنایا جائے ۔ ہم خدا کے لیے یہ انقلاب لائے ہیں ۔ ہماری ملت یہ انقلاب لائی ہے تاکہ جمہوری اسلامی کی ہر چیز اسلامی ہو جائے ۔ یہ مساجد اسلام کے مورچے ہیں ۔ محراب مسجد جنگ کرنے کی جگہ ہے ۔ یہ اسلام کے لیے مورچے ہیں ، ان کی حفاظت کیجیے ۔

(۱۰-۴-۶۰ ھ ش)

نمازِ جماعت

نمازِ جماعت کی تعریف

"نماز جماعت
وہ نماز ہے جسے ایک
یا،
ایک سے زیادہ افراد،
کسی ـــــ
امامِ عادل ـــــــــ جامع شرائط
کی اقتدار میں
ادا کریں"

اسلام میں پہلی نمازِ جماعت

امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"اسلام کی پہلی نمازِ جماعت
مکہ میں ہوئی ۔
جس کے امام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ۔
اور ـــــــ
حضرت علی علیہ السلام ان کے مقتدی تھے ۔
اس مقام سے ـــــ
حضرت ابوطالبؑ اور ان کے فرزند
جعفر کا گزر ہوا ـــــ
تو جناب ابوطالبؑ نے فرمایا :
اپنے ابن عم کے پیچھے نماز پڑھو ۔"

نمازِ جماعت کی تاکید

نمازِ جماعت کی اہمیت مختلف احادیث میں اس طرح وارد ہوئی ہے۔

① ـــــ نمازِ جماعت کو ادنیٰ و حقیر سمجھ کر چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

② ـــــ اس کی نماز نہیں جو بلا وجہ مسجد کے علاوہ کہیں نماز ادا کرے۔

③ ـــــ اس کی غیبت حرام نہیں جو نماز جماعت سے روگردانی کرے۔

④ ـــــ جو نمازِ جماعت کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اس کی غیبت کرنا واجب ہے۔

⑤ ـــــ جو شخص نماز کو جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے وہ عادل نہیں اس سے قطع روابط کر لیے جائیں۔

⑥ ـــــ اگر جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرنے والے شخص کی شکایت امام المسلمین تک پہنچے تو اس پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو ڈرائے تاکہ وہ نماز جماعت میں شامل ہو جائے اگر تب بھی وہ جماعت میں نہ آئے تو اس کے گھر کو جلانے کے احکامات جاری کرے۔

(مستمسک جلد ۷ صفحہ ۱۶۰)

نماز جماعت ترک کرنیوالوں کی مذمت

ایک روایت میں ہے کہ :

" ایک مرتبہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام تک یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ نمازِ جماعت میں شرکت نہیں کرتے۔ اس پر آپؑ نے مسجد میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو لوگ نماز جماعت میں نہیں آتے وہ ہمارے ساتھ کھانے پینے میں شریک نہ ہوں ، ہماری مشاورتی مجالس سے دور رہیں اور ہمارے ساتھ کوئی رشتہ قائم نہ کریں "

آپؑ نے مزید فرمایا کہ :

" ان پر یہ پابندیاں اس وقت تک ہیں جب تک وہ نمازِ جماعت میں شمولیت کو اپنا معمول نہیں بنالیتے۔ آپؑ نے کہا کہ میں عنقریب ایک ایسی آگ روشن کروں گا جس میں وہ اپنے گھر سمیت جل جائیں گے "۔ امیرالمومنینؑ کے اس خطبہ کے بعد عوام الناس نے ایسے افراد کا بائیکاٹ کیا جس کے بعد وہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے لگے۔

(مستدرک جلد ۷ صفحہ ۱۶۱)

چند مواقع جب
نماز جماعت واجب ہے

اگر کوئی معقول عذر نہ ہو تو نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب کے قریب ہے۔ البتہ تین مقامات پر واجب عینی ہے :

① —— جب قرأت درست نہ ہو۔ قرأت کی درستگی تک نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔

② —— جب نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی نذر کی گئی ہو۔

③ —— جب نماز قضا ہونے کا خدشہ ہو اور قرارت وذکر کرنے کی رفتار کم ہو۔

(مستمسک جلد، صفحہ ۱۶۳)

نمازِ جماعت کی فضیلت

① —— امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"ایک ایسی نماز جو جماعت کے ساتھ ادا کی
جائے اُن پچیس ۲۵ نمازوں سے افضل ہے
جنھیں فرادیٰ پڑھا جائے."

② —— محمد بن عمارۃ نے ایک خط کے ذریعے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ :

"کیا ایک شخص کا مسجد کوفہ میں فرادیٰ نماز پڑھنا
افضل ہے یا جماعت کے ساتھ ؟"

امام علیہ السلام نے خط کے جواب میں فرمایا :

"جماعت کے ساتھ"

③ —— پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"ایک دن نمازِ ظہر کے بعد حضرت جبرئیل
ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ تشریف لائے اور
فرمایا :

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ کا رب آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کے لیے دو تحفے بھیجے ہیں۔ ایک تین رکعت نمازِ وتر دوسرے جماعت کے ساتھ نماز پنجگانہ۔

جب میں نے پوچھا کہ نماز جماعت میں میری
امت کے لیے کیا فائدہ ہے؟ تو جبرئیل نے
کہا :

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب نماز جماعت میں دو آدمی ہوں تو خدا ہر ایک کے لیے ایک رکعت کے بدلے ڈیڑھ[۱۵۰] سو نمازوں کا ثواب لکھ دے گا۔ اور جب تین آدمی ہوں تو ہر ایک کو ہر رکعت کے بدلے چھ[۶۰۰] سو نمازوں کا اور جب چار ہوں تو ہر ایک کو ہر رکعت کے بدلے بارہ[۱۲۰۰] سو نمازوں کا اور اگر پانچ ہوں تو دو ہزار چار[۲۴۰۰] سو نمازوں کا اور اگر چھ ہوں تو چار ہزار آٹھ سو نمازوں کا اور اگر سات ہوں تو نو ہزار چھ[۹۶۰۰] سو نمازوں کا اور آٹھ ہوں تو انیس ہزار[۱۹۲۰۰] دو سو نمازوں کا اور اگر نو ہوں تو اڑتیس ہزار[۳۸۴۰۰] چار سو نمازوں کا اور اگر دس افراد ہوں تو چھہتر ہزار[۷۶۸۰۰] آٹھ سو نمازوں کا اور جب اس نماز جماعت میں افراد دس سے زیادہ ہو جائیں تو اگر تمام آسمان کاغذ، تمام دریا سیاہی اور تمام درخت قلم بن جائیں اور

سارے جن وانس وملائکہ لکھنے والے ہوں تو بھی ایک رکعت کا ثواب نہیں لکھ سکتے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایک تکبیر امام جماعت کے ساتھ پڑھنا ساٹھ ہزار حج وعمرہ ادا کرنے، دنیا کی تمام اشیاء کو ستر ہزار مرتبہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

ایک مومن کا ایک رکعت امام جماعت کے ساتھ ادا کرنا ایک لاکھ دینار مساکین میں تقسیم کرنے سے بہتر ہے۔

ایک مومن کا ایک سجدہ امام جماعت کے ساتھ ادا کرنا سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

(وسائل الشیعہ)

---

(۴) —— امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"ایک رکعت نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے ایک ہزار رکعت نماز ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔"

(وسائل الشیعہ)

---

(۵) —— پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص مسلسل چالیس روز اس طرح نماز جماعت ادا کرے کہ ہمیشہ تکبیرۃ الاحرام امام کے ساتھ پڑھے تو خداوندِ عالم دو چیزوں کو اس سے دور کردے گا

ایک آتشِ جہنم دوسرا نفاق۔"

(ذکراہ شہید اوّل صفحہ ۳۶۷)

---

(۶) —— پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت کی نماز جماعت کی صفیں آسمان پر ملائکہ کی صفوں کی مانند ہیں۔ ایک رکعت نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا ثواب ۲۴ رکعت نماز کے برابر ہے اور اس میں ہر رکعت چالیس سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ روز قیامت جب خدا اولین وآخرین کو حساب کے لیے جمع کرے گا تو جو نماز جماعت میں شامل ہوتے ہوں گے ان کے خوف میں کمی آجائے گی اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔"

(امالی صدوق صفحہ ۱۱۷)

---

(۷) —— ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا کہ:

"کیا میں تمھاری رہنمائی کے لیے ایسی بات بتاؤں جو تمھارے گناہوں کا کفارہ بنے اور تمھاری نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہو؟"

سب نے مل کر کہا:

"فرمایئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

تب آپؐ نے فرمایا کہ:

"مشکلات میں مکمل وضو کرنا، زیادہ مسافت
طے کرکے مسجد میں جانا اور نماز ادا کرنے کے
باوجود جماعت میں شرکت کا منتظر رہنا ہے۔
جب کوئی شخص اپنے گھر سے طہارت کے لیے
نکلے تاکہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو
جب تک وہ نماز کا انتظار کرے گا۔ ملائکہ اس
پر رحمت بھیجتے رہیں گے۔"

"جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور درمیانی فاصلہ کم کرو۔"

(امالی صدوق صفحہ ۱۹۴)

آدابِ نمازِ جماعت

۱۔ مستحبات:

① —— مستحب ہے کہ نمازِ جماعت کی صفوں میں عرضی فاصلہ نہ ہو یعنی یہ صفیں باہم متصل ہوں۔

② —— مستحب ہے کہ نمازِ جماعت کی صفوں کا طولی فاصلہ دو قدم سے زیادہ نہ ہو یعنی اگلی اور پچھلی صف کا فاصلہ دو قدم سے کم ہو۔

③ —— مستحب ہے کہ نمازِ جماعت کی صفوں کا عمودی فاصلہ سطحِ متعارف سے تجاوز نہ کرے یعنی ایک صف دوسری صف سے بہت زیادہ بلند نہ ہو جس طرح موجودہ دور میں ایک مکان کی مختلف منازل ہوتی ہیں۔ ایسی نمازِ جماعت جس میں ماموین مختلف منازل میں ہوں اشکال رکھتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے توضیح المسائل دیکھیں۔

۴ — مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں سیدھی ہوں۔

۵ — جماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنا مستحب ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اگر لوگوں کو مسجد میں اذان دینے اور صفِ اوّل میں کھڑے ہونے کی فضیلت معلوم ہوتی تو وہ ان کاموں میں سبقت حاصل کرنے کی غرض سے قرعہ اندازی کرتے۔

۶ — مستحب ہے کہ "قد قامت الصلوٰۃ" کی آواز سنتے ہی اپنے آپ کو نماز کے لیے تیار کر لیا جائے۔

ب۔ مکروہات:

۱ — مکروہ ہے کہ ماموم اتنی بلند آواز سے اذکار پڑھے کہ امام یا دوسرے ماموین کے خضوع وخشوع میں خلل کا باعث ہو۔

۲ — مکروہ ہے کہ ماموین اپنے ہمراہ سامان لے جائیں کہ وہ جماعت میں جگہ گھیرنے کا باعث ہو۔

۳ — مکروہ ہے کہ نماز جلدی یا قصر پڑھنے والے صفِ اوّل میں کھڑے ہوں۔

امام جماعت کی خصوصیات

① ـــــ بالغ ہو۔ البتہ نابالغوں کی امامت نابالغ کرسکتا ہے۔

② ـــــ عاقل ہو۔

③ ـــــ اثنا عشریہ ہو۔ البتہ جہاں اتحادِ مسلمین کی ضرورت ہو وہاں امام خمینی کے فتویٰ کی روشنی میں اثنا عشری ہونا ضروری نہیں۔

④ ـــــ عادل ہو۔

⑤ ـــــ حلال زادہ ہو۔

⑥ ـــــ اگر ماموبین میں سے تمام یا بعض مرد ہوں تو امام کا مرد ہونا شرط ہے۔ البتہ عورتوں کی امامت عورت کرسکتی ہے۔

⑦ ـــــ اگر ماموبین کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے والے ہوں تو امام بیٹھ کر نماز پڑھنے والا نہ ہو۔

⑧ ـــــ اس پر کوئی بھی حد شرعی لاگو نہ ہوئی ہو چاہے اس نے توبہ ہی کرلی ہو۔

⑨ ـــــ قرأت درست ہو یعنی حروف کی ادائیگی اپنے صحیح مخرج

سے کر سکتا ہو۔

(۱۰) ــــ افضل ہے کہ عالمِ دین ہو۔

امام جماعت کا عادل ہونا

امام جماعت کے عادل ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ :

(۱) ــــ گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو۔
(۲) ــــ گناہانِ صغیرہ کی تکرار سے پرہیز کرتا ہو۔
(۳) ــــ مروّت کے خلاف افعال انجام نہ دیتا ہو۔ یعنی ایسے کاموں سے پرہیز کرتا ہو جن کے ارتکاب سے دینی امور میں کوتاہی کا اظہار ہو۔

گناہِ کبیرہ کی تعریف

گُناہِ کبیرہ اس گناہ کو کہتے ہیں:

① —— جس کے بارے میں حدیث میں کہا گیا ہو کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے۔

② —— جس کے لیے جہنّم اور سخت عذاب کی خبر دی گئی ہو۔

③ —— بعض علمار نے ہر گناہ کو کبیرہ قرار دیا ہے۔

کون سے گناہ کبیرہ ہیں

گناہانِ کبیرہ کی تعداد کے تعین میں احادیث میں اختلاف ہے۔ بعض نے چالیس اور بعض نے اس سے بھی زیادہ ذکر کیا ہے۔ ہم یہاں پر چند ایک کا تذکرہ کریں گے۔

① —— قتلِ نفسِ محترمہ
② —— والدین کی طرف سے عاق کیا جانا۔
③ —— سود کھانا
④ —— اسلام کے لیے ایک مقام سے ہجرت کرنے کے بعد سبب ہجرت کی موجودگی کے باوجود واپس پلٹ آنا۔
⑤ —— محصنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔
⑥ —— یتیم کا مال کھانا۔
⑦ —— میدانِ جہاد سے فرار کرنا۔
⑧ —— شرک باللہ
⑨ —— رحمتِ خداوندی سے مایوسی۔

(۱۰) ـــــ قہر و عذابِ الٰہی سے بے پرواہی۔
(۱۱) ـــــ جادو کرنا۔
(۱۲) ـــــ زنا کرنا۔
(۱۳) ـــــ غلط قسم کھانا۔
(۱۴) ـــــ خیانت کاری۔
(۱۵) ـــــ واجب شدہ زکوٰۃ نہ دینا۔
(۱۶) ـــــ جھوٹا گواہ بننا۔
(۱۷) ـــــ گواہی کو چھپانا۔
(۱۸) ـــــ شراب پینا۔
(۱۹) ـــــ بلا عذر واجبات کو ترک کرنا۔
(۲۰) ـــــ عہد کو توڑنا۔
(۲۱) ـــــ رشتہ داروں سے قطع روابط۔
(۲۲) ـــــ مسلّماتِ دین سے انکار کرنا۔
(۲۳) ـــــ وصیت کرنے میں زیادتی کرنا۔
(۲۴) ـــــ خدا، رسولؐ اور ائمہ اطہارؑ سے غلط باتوں کو منسوب کرنا۔
(۲۵) ـــــ چوری کرنا۔
(۲۶) ـــــ مُردار کا کھانا۔
(۲۷) ـــــ خون کا کھانا۔
(۲۸) ـــــ سوّر اور کتے کا گوشت کھانا۔
(۲۹) ـــــ نامِ خدا کے علاوہ ذبیحہ کو کھانا۔
(۳۰) ـــــ مالِ حرام کھانا۔

(۳۱) ——— جوا کھیلنا۔
(۳۲) ——— ناپ تول میں گڑبڑ کرنا۔
(۳۳) ——— لواطت کرنا۔
(۳۴) ——— ظالمین سے تعاون کرنا۔
(۳۵) ——— قدرت ہوتے ہوئے کسی کا حق ادا نہ کرنا۔
(۳۶) ——— اسراف کرنا۔
(۳۷) ——— حج کو حقیر سمجھنا۔
(۳۸) ——— اولیاء اللہ سے جنگ کرنا۔
(۳۹) ——— لہو ولعب میں مشغول ہونا۔
(۴۰) ——— فتنہ وفساد پھیلانا۔
(۴۱) ——— غیبت کرنا۔
(۴۲) ——— توبہ میں دیر کرنا۔

(مستمسک جلد ۷ صفحہ ۲۴۰)

امام جماعت کی عدالت کی پہچان

① —— دو عادل افراد گواہی دیں البتہ ایک عادل شخص کی گواہی بھی تسلیم کر لی جائے گی۔ بشرطیکہ کوئی دو عادل اس کے خلاف گواہی نہ دیں۔

---

② —— اگر ایک گروہ کسی امام جماعت کی عدالت کے بارے میں گواہی دے اور اس گواہی سے اطمینان حاصل ہو جائے تب بھی کافی ہے۔

---

③ —— اگر ایک گروہ کسی امام کی اقتدار کر رہا ہو تو یہ اس کی عدالت کے لیے کافی ہے جب تک اس کی عدالت کے خلاف کوئی ثبوت شرعی نہ مل جائے وہ عادل متصور ہو گا۔

(مستمسک ج ۷ صفحہ ۳۴۱)

جب ۲ دو عادل موجود ہوں تو امامت کون کرے؟

اگر ۲ دو امام عادل میسر ہوں اور ایک کو امامت کے لیے منتخب کرنا ہو تو اس کی اقتدار کی جائے:

(۱) —— جس کی قرارت زیادہ صحیح ہو۔

(۲) —— جو علم زیادہ رکھتا ہو اور مسائل نماز سے خاص طور پر آگاہ ہو۔

(۳) —— جس نے پہلے اسلام قبول کیا ہو۔

(۴) —— جو سیّد قریشی ہو۔

(۵) —— جو زیادہ باتقویٰ ہو

(مستمسک جلد ۷ صفحہ ۳۴۰)

(۶) —— جس کے ماموین کی تعداد زیادہ ہو۔

(۷) —— جس کے ماموین میں اہل علم کی تعداد زیادہ ہو۔

نمازِ جمعہ :

شبِ جمعہ کی فضیلت

پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"خداوندِ تعالیٰ ہر رات ایک فرشتہ نازل کرتا ہے شبِ جمعہ ابتدائے شب ہی سے یہ فرشتہ ندا بلند کرتا ہے کہ اگر کوئی سوال کرنے والا ہے تو ہم اسے ابھی عطا کریں گے۔ اگر کوئی توبہ کرنے والا ہے تو ہم اس کی توبہ قبول کریں گے۔ اگر کوئی استغفار کرنے والا ہے تو ہم اسے بخش دیں گے۔ اے خیر طلب کرنے والو متوجہ ہو جاؤ۔ اے شر کو پسند کرنے والو! دور ہو جاؤ۔

اس طرح یہ فرشتہ ندا کرتا رہے گا یہاں تک کہ صبح ہو جائے گی اور وہ فرشتہ آسمان کی طرف واپس چلا جائے گا۔"

محاسن برقی میں ایک اور روایت جسے ابو بصیر نے امام الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ فرشتہ یہ ندا بھی دیتا ہے کہ اگر کسی کے رزق میں تنگی ہے تو وہ طلب کرے ہم اسے وسعتِ رزق عطا کریں گے اور اگر کوئی مریض بیماری کے دور ہونے کی دعا کرے گا تو ہم اسے شفا دیں گے۔

فضیلتِ روزِ جمعہ

① —— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"خداوندِ عالم نے دنوں میں سے جمعہ کا دن — مہینوں میں سے رمضان المبارک کا مہینہ اور راتوں میں سے قدر کی رات کا انتخاب کیا ہے۔"

② —— امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"شبِ جمعہ عظمت والی رات ہے، جمعہ کا دن روزِ روشن و نورانی ہے۔ اگر کسی شخص کا شبِ جمعہ انتقال ہو تو وہ فشارِ قبر سے نجات پائے گا اگر کوئی جمعہ کے روز فوت ہو جائے اور اس دن کی حقانیت جانتا ہو تو خداوندِ عالم اُسے آتشِ جہنم سے آزاد کر دے گا۔"

۳ ـــــ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ
" جمعہ کے دن خدا سے بہت زیادہ سوال کرو اور کثرت سے دعا مانگو۔ کیونکہ اس دن کے لمحات ایسے ہیں کہ جب دعا مستجاب ہوتی ہے بشرطیکہ یہ دُعا قطع رحمی، گناہ کی آرزو یا والدین کی نافرمانی پر مبنی نہ ہو۔"
آپؑ نے فرمایا کہ :
" جان لو کہ تمام خیرات اور نیکیوں کا اجر جمعہ کے دن دُگنا ہو جاتا ہے۔"

---

۴ ـــــ امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :
" جمعہ کے روز آخرِ شب تک دعا مستجاب ہونے کا وقت ہے۔"

---

۵ ـــــ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :
" گراں قدر شب و روز کو میرے اوپر صلوات زیادہ بھیجا کرو اور یہ شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ ہے۔"
کسی نے پوچھا :
" یہ صلوات کس حد تک ہو ؟ "
تو آپؐ نے فرمایا :

"سّو سے زیادہ"

---

⑥ ——— امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ:
"جمعہ کے روز تمام عبادات میں سے سب سے زیادہ جو مجھے پسند ہے وہ محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا ہے۔"

فضیلتِ نمازِ جمعہ

① ـــــ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"وہ مومن جو نمازِ جمعہ کی طرف جائے گا خداوندِ عالم
کی جانب سے اس کے خوفِ آخرت میں کمی
آجائے گی اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔"

---

② ـــــ امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا :

"جو شخص نمازِ جمعہ کی طرف پیش قدمی کرے گا،
خدا اس پر آتشِ جہنم حرام کر دے گا۔"

---

③ ـــــ امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا :

"آخرت میں تم جنت کی طرف اس طرح سبقت
کرو گے جس طرح نمازِ جمعہ کی طرف سبقت کرتے ہو۔"

(وسائل الشیعہ)

نمازِ جمعہ مساکین کا حج ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

"ایک مرتبہ ایک عرب جس کا نام قلیب تھا
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس
میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ :
میں حج پر جانے کا مشتاق ہوں اور کئی مرتبہ
کوشش کی مگر حج ادا نہ کرسکا۔
اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اے قلیب ! نماز جمعہ میں جاؤ۔ یہ نماز
مسکینوں کا حج ہے۔"

نمازِ جمعہ کی تاکید

(۱) —— امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"اس شخص کے لیے خطرہ ہے کہ سلامت نہ رہے جو روزِ جمعہ نمازِ جمعہ ادا کرنے سے پہلے سفر کرے"۔

(۲) —— امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ :

"جمعہ کے دن اس وقت تک سفر نہ کرو جب تک نماز جمعہ ادا نہ کر لو البتہ وہ لوگ جو جہاد کے لیے محاذ جنگ پر روانہ ہو رہے ہوں ان کے سفر میں کوئی حرج نہیں"۔

(۳) —— قرآن کریم میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ :

"جب جمعہ کے دن نماز کے لیے آواز سنو تو اپنے کاروبارِ زندگی بند کر دو اور نماز کی طرف چلو کیونکہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے"۔

(سورہ جمعہ)

قیدیوں کے لیے نمازِ جمعہ

امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"امام المسلمین پر واجب ہے کہ نماز جمعہ
اور نمازِ عیدین میں شرکت کے لیے
زندانوں میں موجود قیدیوں کو لانے کا
بندوبست کرے اور ان قیدیوں کو نماز
کے اجتماع میں شرکت کے بعد واپس
زندان میں پہنچا دیا جائے۔"

نمازِ جمعہ اور بزرگ فقہا کی رائے

عہدِ گزشتہ کے مندرجہ ذیل جیّد و بزرگ فقہا نمازِ جمعہ کے وجوبِ عینی کے قائل تھے:

① ——— شیخ مفید علیہ الرحمۃ
② ——— شیخ طوسی علیہ الرحمۃ
③ ——— شیخ ابوالصلاح حلبی علیہ الرحمۃ
④ ——— شیخ ابوالفتح کراجکی علیہ الرحمۃ
⑤ ——— عمادالدین الطبرسی علیہ الرحمۃ
⑥ ——— شیخ صدوق علیہ الرحمۃ
⑦ ——— شہید ثانی علیہ الرحمۃ
⑧ ——— سید محمد نورالدین علیہ الرحمۃ (شہید ثانی کے نواسے)
⑨ ——— شیخ حسین بن عبدالصمد علیہ الرحمۃ
⑩ ——— فاضل محقق شیخ حسن بن شہید ثانی علیہ الرحمۃ
⑪ ——— شیخ فقیہ مفسر زاہد صاحب معالم شیخ فخرالدین الطریحی علیہ الرحمۃ

(۱۲) ـــــــ مولانا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمۃ

(۱۳) ـــــــ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ صاحب بحار الانوار

(۱۴) ـــــــ محسن فیض کاشانی علیہ الرحمۃ

(۱۵) ـــــــ محمد باقر داماد علیہ الرحمۃ

(۱۶) ـــــــ سید ماجد صادق بحرانی علیہ الرحمۃ

(۱۷) ـــــــ محمد باقر سبزواری علیہ الرحمۃ

(۱۸) ـــــــ محمد حسن حرجائی عاملی علیہ الرحمۃ

(۱۹) ـــــــ شیخ سلیمان بن عبداللہ بحرانی علیہ الرحمۃ

نماز جمعہ اور مراجع عظام کے فتاویٰ

① —— آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی دام ظلہ کے فتویٰ کی روشنی میں اگر نماز جمعہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ منعقد ہو تو واجب ہے کہ اس میں شرکت کی جائے۔

(نقل از مسائل منتخبہ)

② —— امید محرومان عالم، رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ الامام الخمینی دام ظلہ کے فتویٰ کی روشنی میں نمازِ جمعہ یا ظہر میں سے جو بھی پڑھی جائے درست ہے البتہ جمعہ افضل ہے۔ ظہر احوط ہے اور دونوں سے احوط دونوں کا پڑھنا ہے البتہ اگر جمعہ پڑھ لے تو ظہر ساقط ہو جاتی ہے
نوٹ: بشرطیکہ نماز جمعہ اپنے تمام شرائط کے ساتھ منعقد ہو۔

(نقل از تحریر الوسیلہ)

نمازِ جمعہ ترک کرنے والوں کی مذمّت

① —— امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ :

"جو بغیر کسی عذر کے مسلسل تین مرتبہ نمازِ جمعہ ادا نہ کرے اس کے دل میں شعبۂ نفاق ہے۔"

② —— پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"نمازِ جمعہ ادا نہ کرنے والوں کو چاہیے کہ نمازِ جمعہ ادا کیا کریں ورنہ انھیں ذکرِ خدا میں غفلت برتنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔"

شرائطِ نمازِ جمعہ

① —— افراد کی تعداد امام سمیت پانچ ہو۔

② —— دو رکعت نماز باجماعت ادا کی جائے۔

③ —— نماز سے قبل دو خطبے دیے جائیں جن میں حمد و ثناءِ باری تعالیٰ، درود و سلام محمد و آلِ محمد علیہم السلام اور امورِ مسلمین کا تذکرہ ہو۔

④ —— نماز کے انعقاد کی جگہ سے چاروں اطراف میں تین میل کی حدود میں کہیں کوئی اور نمازِ جمعہ کا اجتماع نہ ہوتا ہو۔

⑤ —— بہتر ہے کہ نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ المنافقون کی تلاوت بلند آواز سے کی جائے۔

⑥ —— مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں رکوع سے قبل اور دوسری رکعت میں رکوع و سجود کے درمیان قنوت

پڑھا جائے۔

⑦ —— امام جماعت اور خطیب کا ایک ہی ہونا واجب ہے۔

⑧ —— نماز جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان ایک مختصر وقفہ ہونا ضروری ہے۔

⑨ —— حمد و ثنار باری تعالیٰ اور درود و سلام محمد و آل محمد علیہم السّلام اور سورہ کے علاوہ باقی خطبہ سامعین کو سمجھ آنے والی زبان میں دیا جائے۔

⑩ —— خطبۂ نماز جمعہ کا سُننا واجب ہے اور اس دوران کوئی اور فعل حتیٰ کہ کوئی اور عبادتِ الٰہی انجام دینا بھی جائز نہیں۔

خطبۂ نمازِ جمعہ بھی نماز کا حصہ ہے

امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"نمازِ جمعہ دوؔ رکعت اس لیے ہے کہ اس کے ساتھ دو خطبے بھی ہیں۔ لہٰذا یہ دوؔ خطبے بھی نماز کا حکم رکھتے ہیں۔ اور جب تک امام خطبہ دیتا ہے سننے والا نماز ہی میں مشغول رہتا ہے۔"

خطبہ سُننے والوں کے لیے چند ہدایات

① ــــــ امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :
"جب جمعہ کا خطبہ دیا جا رہا ہو تو لوگوں کو
چاہیے کہ امام ہی کو اپنا قبلہ بنائیں۔"
(وسائل الشیعہ)

---

② ــــــ امام الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ :
"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس بات
سے منع فرمایا ہے کہ خطبہ جمعہ کو سننے والے آپس
میں گفتگو کریں۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ بیہودہ عمل
انجام دے گا اور جو بیہودہ کام کرے اس کے لیے جمعہ
نہیں ہے۔"
(وسائل الشیعہ)

آدابِ خطبۂ نمازِ جمعہ

آدابِ خطبۂ جمعہ میں شامل ہے کہ :

① —— امامِ جماعت کے جسم پر عبا ہو۔

② —— امامِ جماعت کے سر پر عمامہ ہو۔

③ —— امامِ جماعت کے ہاتھ میں کمان، تلوار، عصا یا جدید اسلحہ ہو۔

شرائطِ خطیبِ نمازِ جمعہ

رہبرِ عالمِ اسلام حضرت آیت اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی الامام الخمینی دام ظلہٗ اپنی کتاب تحریرالوسیلہ جلد اوّل میں فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ میں خطبہ دینے والا:

① —— فصیح و بلیغ ہو۔

② —— حالات سے واقفیت رکھتا ہو۔

③ —— بیان میں لکنت یا مجمل گوئی نہ ہو۔

④ —— مسلمانوں کے مسائل سے آگاہ ہو خصوصاً اپنے شہر و ملک کے مسلمانوں کے مسائل کو جانتا ہو۔

⑤ —— اسلام اور مسلمانوں کی مصلحتوں سے واقف ہو۔

⑥ —— شجاع اور دلیر ہو یعنی راہِ خدا میں کسی سے خوف و ہراس نہ کھائے۔

⑦ —— اظہارِ حق اور ردِّ باطل میں صراحت گوئی کو اپناتا ہو۔

⑧ —— حُبِ دنیا اور اقتدار کی خواہشوں سے بلند ہو کیونکہ دنیا اور اقتدار سے محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔

خطیبِ نمازِ جمعہ کے لیے
چند ہدایات

امام الخمینی دام ظلہٗ اپنی کتاب تحریر الوسیلہ جلد اوّل میں فرماتے ہیں کہ:
خطیب کو چاہیے کہ:

① ـــــ اپنے کلام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے تمام تدابیر اختیار کرے۔

② ـــــ صالحین اور اولیاء کی نشانیوں سے اپنے آپ کو مزین کرے۔

③ ـــــ اپنا وعظ و خطبہ بشارت و نذارت کے ساتھ دے۔

④ ـــــ ہر اس عمل سے پرہیز کرے جو اس کے کلام کی اہمیت کو کم کرنے کا موجب بنے مثلاً فضول گفتگو، لڑائی جھگڑا وغیرہ۔

⑤ ـــــ سردی گرمی دونوں حالتوں میں سر پر عمامہ باندھے۔

⑥ ـــــ صاف ستھرے لباس میں خوشبو لگا کر سکون و وقار کے ساتھ منبر پر جائے۔

⑦ —— منبر پہ پہنچنے کے بعد سب کو سلام کرے۔

⑧ —— اذان سے قبل منبر پہ آجائے۔

⑨ —— خطبہ بلند آواز سے دے تاکہ تمام نمازی سن سکیں اس کے لیے لاؤڈ اسپیکر یا دیگر ذرائع کو بھی استعمال کر سکتا ہے۔

موضوعاتِ خطبۂ جمعہ

کتابِ وسائل الشیعہ صفحہ نمبر ۳۹ جلد سوم میں عیونِ اخبار سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"جمعہ کے دن نماز جمعہ میں خطبہ اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ نماز جمعہ ایک اجتماع عام ہے اس اجتماع کے ذریعے امام المسلمین کو موقع ملتا ہے کہ لوگوں کو:

① —— موعظہ کرے۔

② —— اطاعتِ خدا کی طرف رغبت دلائے۔

③ —— معصیتِ خدا سے ڈرائے۔

④ —— دین و دنیا کی مصلحت سے آگاہ کرے۔

⑤ —— فائدہ مند اور ضرر رساں بیرونی عوامل سے خبردار کرے۔

تحریر الوسیلہ جلد اوّل میں امام خمینی لکھتے ہیں کہ خطبۂ جمعہ

مندرجہ ذیل موضوعات پر مشتمل ہو:

(۱) —— حمد و ثناء باری تعالیٰ۔

(۲) —— پیغمبرؐ اور آلِ پیغمبرؐ پر درود و سلام۔

(۳) —— ایک ایسی آیتِ قرآن کی تلاوت جس میں لوگوں کی توجہ کسی حکمِ خدا کی طرف دلائی گئی ہو۔

(۴) —— تقویٰ کی نصیحت۔

(۵) —— آخر میں مختصر سی کوئی سورہ۔

(۶) —— مومنین اور مومنات کے لیے دعائے استغفار۔

(۷) —— لوگوں کے دین و دنیا سے مربوط فوائد اور مصلحتوں کا بیان۔

(۸) —— ممالکِ اسلامی میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا تذکرہ۔

(۹) —— مسلمانوں کے لیے اجتماعی، سیاسی، اقتصادی استقلال و آزادی پر مبنی نصائح و ہدایات۔

(۱۰) —— مسلمانوں کی غیر مسلم اقوام یا اسلام کی دیگر مذاہب کے ساتھ مستقل و موجودہ پالیسی کا اعلان۔

(۱۱) —— استثماری، استحصال و استعماری طاقتوں کے چیلنجوں کا منہ توڑ جواب اور مسلمانوں کو اس کا انتباہ۔

اِسلام دینِ سیاست ہے

امام خمینیؒ فرماتے ہیں :

" افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل مسلمان
اپنے سیاسی وظائف و فرائض سے غافل و
ناآگاہ ہیں ۔
وہ نہیں سمجھتے کہ دینِ اِسلام پورا کا پورا
دینِ سیاست ہے ۔
اس بات کا اندازہ اسلام کے نظامِ اجتماعیؒ
اقتصادی کا مطالعہ کرنے سے ہو جاتا ہے اور
ہمیں کسی دلیل و برہان کی ضرورت باقی نہیں رہتی
جو شخص یہ کہتا ہے کہ دین سیاست سے جدا
ہے ۔ اس نے نہ اسلام کو سمجھا ہے اور نہ
ہی سیاست کو ۔

خطباتِ امام خمینی سے اقتباسات

○ —— آپ لوگوں کے خطبے صدر اسلام کے خطبوں کی طرح سیاسی پہلو رکھتے ہیں۔ نماز جمعہ ایک سیاسی اجتماع ہے۔ نمازِ جمعہ ایک مکمل سیاسی عبادت ہے۔ آج بھی نماز جمعہ کو صدر اسلام کی نماز جمعہ کی طرح ہونا چاہیے۔ جس طرح مساجد سے لشکر روانہ ہوتے تھے، مساجد سے سیاسی معاملات طے ہوتے تھے، سیاسی اقدام ہوتے تھے، لیکن افسوس کہ ہم نے آج مساجد کو ایسا بنا دیا ہے کہ مکمل طور پر مسلمانوں کے مسائل سے دُور ہو گئی ہیں اور مساجد میں ہمارے اپنے ہاتھوں وہ کام انجام پائے ہیں جو دوسرے کرنا چاہتے تھے اور مسلمانوں کا جو حال ہونا تھا وہ ہم نے دیکھ لیا۔ مسلمانوں کو آج اس طرح بیدار ہو جانا چاہیے کہ جب وہ اپنی حکومتوں کو اسلام کے خلاف کام کرتا دیکھیں تو موثر طریقے سے اس کا تدارک کر سکیں۔ وہ صرف خطبے اور دعا کے ذریعے اسلام

کے مخالفین، متجاوزین اور ظالمین کے خلاف نہیں لڑ سکتے
خطبوں کو صرف چند دعاؤں اور چند اذکار تک محدود نہ کریں
جیسا کہ اب تک ہوتا تھا بلکہ اپنے خطبوں کو مضبوط کریں۔ مؤثر
بنائیں۔ آپ مضبوط ہیں۔ لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ اپنی
حکومتوں سے راضی نہیں ہیں۔

○ —— اگر کوئی حکومت آپ کے خطبے کی وجہ سے نماز جمعہ پر پابندی لگاتی
ہے تو اسے عوام کے ردعمل کا سامنا ہو گا۔ ہم یہی چاہتے ہیں۔
آپ صرف عوام کے مفاد کی بات کریں۔ آپ کو جنگ نہیں کرنا ہے
اس کا انتظار نہ کریں کہ لشکر بنا لیں یا اسلحہ حاصل کر لیں یا
طاقت حاصل کر لیں پھر بولیں گے۔ پہلے بات کریں طاقت
خود پیدا ہو جائے گی۔ ایران نے یہی کام کیا یہاں تک کہ طاقت
حاصل ہو گئی۔ بجائے اس کے کہ خاموش بیٹھ جائیں تاکہ پہلے طاقت
حاصل ہو۔ یقین کر لیں کہ یہ کام آپ کریں گے۔ ہر کام سے پہلے
غور و خوض کیا جاتا ہے۔ ہر کام سے پہلے فکر و تامل ہے۔

○ —— افسوس یہ ہے کہ اس علاقے کے بعض علماء حالات کو
نہیں سمجھ سکے۔ اور حکام بھی نہیں سمجھ سکے نہ سمجھ سکیں گے۔ یہ مشہور
کیا جا رہا ہے کہ ایران بہت بڑا خطرہ ہے اور اگر ایران نے
طاقت حاصل کر لی تو خطرہ اور بڑھ جائے گا۔ ہاں خطرہ بڑھ
جائے گا۔ مگر امریکہ اور روس کے لیے مسلمانوں کے
لیے نہیں۔ مسلمانوں کے لیے تو ہمارا انقلاب رحمت ہے۔

اقتباسات از خطاب آیۃ اللہ منتظری

○ —— آپ علماء کا یہاں جمع ہونا لوگوں کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ یہ لوگوں کی خوشی کا باعث بنے گا۔ آپ لوگوں کے ترجمان ہیں۔ ایسے حالات میں جبکہ داخلی و خارجی دشمنوں نے ہمارے انقلاب پر حملہ کیا ہے اور ہماری نابودی پر کمر بستہ ہیں آپ تبادلہ خیال کر کے مختلف قسم کی منصوبہ بندی کیجیے۔ بالفاظِ دیگر امراض کو پہچانیے اور اس کے علاج کے لیے دوا تیار کیجیے۔

(سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت ۲-۲-۷ ۶۲ ھش)

○ —— آپ حضرات جو امام جمعہ کے منصب پر ہیں۔ ایک طرف سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و امام معصومؑ دوسری طرف رہبر انقلاب اسلامی امام امت امام خمینی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ آپ خودسازی کرنے کی کوشش کیجیے۔ ہم جو چاہتے ہیں کہ لوگوں کو دنیا چھوڑے اور مال و منال سے بے اعتنائی

برتنے کی نصیحت کریں پہلے ہمیں مال و منالِ دنیا کو خو
چھوڑنا ہو گا۔

(سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت ۷-۲-۶۲ھ ش)

○ —— ہمیں جناب امیرؑ کی پیروی کرنی چاہیے۔ مولائے متقیان
حضرت علی علیہ السلام حکومت اسلامی کے اعلیٰ
پر فائز تھے اس کے باوجود وہ ایک سادہ زندگی بسر کر
تھے۔ آپ کوشش کیجیے کہ ظاہری شان و شوکت کے طا
نہ ہیں یہی چیز خدا اور معاشرے کی نظر میں آپ کی ق
کا باعث بنتی ہے۔

(سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت ۱۱-۲-۶۲

○ —— ہمیں چاہیے کہ اخلاق کو اپنا وتیرہ قرار دیں۔ کہیں ایسا نہ
کہ ہمارے اندر موجود اخلاقِ رذیلہ نشو و نما پا جائیں۔۔
یہ احساس پیدا ہو کہ میں امام جمعہ ہونے کی وجہ سے دو
پر فوقیت رکھتا ہوں اور انھیں میرے سامنے جھکنا
خدانخواستہ اگر کسی نے اس احساس کو اپنے اندر جگہ د
غرور و تکبر میں مبتلا ہو جائے گا۔

(سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت ۱۱-۲-۶۲

○ —— آپ اپنے نماز جمعہ کے خطبات میں لوگوں کو ایک فکر
دیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا خطبہ سرسری و مختصر ہو۔ آج معا
کے سیاسی و اقتصادی خطوط آپ کے ہاتھ میں ہیں۔
فقط نماز و روزہ میں محصور نہیں ہے۔ جو فقہی کتب

طرز پر موجود ہیں، ان میں مسائل کو طرح طرح سے پیش کیا گیا ہے
آپ اپنے خطبات میں اسلامی مسائل کی تشریح کیجیے۔

(سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت ۱۱-۲-۹۲ء عشا)

○ —— سیمینار ائمہ جمعہ میں صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہ کیجیے، بلکہ علمی، فکری و اسلامی موضوعات پر گفتگو کیجیے تاکہ لوگ تربیت پائیں اور اسلامی ثقافت سے آگاہ ہو جائیں۔

(سیمینار ائمہ جمعہ و جماعت ۱۱-۲-۹۲ء عشا)

مشکلات کا جائزہ

اور تجاویز :

مشکلات کا جائزہ

ہمارے معاشرہ میں مساجد اپنا مکمل کردار ادا نہیں کر رہی ہیں، ان میں ہونے والے جمعہ و جماعت کے عظیم اجتماعات اپنی حقیقی روح میں منظرِ عام پر نہیں آسکے۔ یقیناً اس کا سبب کچھ مسائل و مشکلات ہوں گے۔ ہم ان مسائل و مشکلات کا ایک جائزہ پیش کرتے ہیں تاکہ ان سے آگاہی کے بعد تدارک کے اقدامات بھی کیے جا سکیں۔

ائمہ مساجد کی مشکلات

(۱) —— مالی مشکلات:

یہ اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے معاشرہ میں ائمہ جمعہ و جماعت اقتصادی لحاظ سے بحران کا شکار رہتے ہیں اور ان کے مالی وسائل ناکافی سے بھی کم ہوتے ہیں۔ جس بنا پر وہ اپنے اہل و عیال کی کفالت تک نہیں کر پاتے۔ یوں فکری و ذہنی طور پر پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وجہ سے

مومنین کی صحیح معنوں میں رہنمائی و خدمت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بقول حدیث: ”فقر انسان کو گنگ کرتا ہے۔“ یعنی فقیر کی بات میں اثر نہیں ہوتا۔ ہمارے ائمۂ مساجد کی حالت بھی کچھ اس طرح ہے کہ ان کے فقر کے باعث معاشرہ کے مختلف طبقات میں ان کی بات کا اثر پذیر ہونا مشکل ہوتا ہے۔

② ——— انتظامیہ:

اکثر مساجد میں قائم ہیئت انتظامیہ اپنے ائمہ مساجد پر بے جا اور بے پناہ پابندیاں عائد کر دیتے ہیں جس بنا پر وہ صحیح معنوں میں فلسفۂ مسجد و اجتماعِ نماز کے مطابق اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر پاتے۔ اور مومنین کی کثیر تعداد اسلامی تعلیمات سے مستفید ہونے سے محروم رہتی ہے۔

③ ——— مقامِ علماء کی معرفت:

عوام الناس کو ابھی تک علماء کے مقام و منزلت کے بارے میں صحیح معنوں میں آگاہ نہیں کیا گیا۔ اگر کیا گیا ہے تو وہ ناکافی ہے جس بنا پر عموماً ائمہ کو ایک نوکر اور عام ملازم تصور کیا جاتا ہے اور انھیں ان کا جائز مقام اور منزلت نہیں ملتی۔ جس وجہ سے وہ ایک رہنما کی حیثیت سے اسلام کا پیغام عوام تک نہیں پہنچا سکتے۔ اس تصور کی پختگی اس حد تک ہو چکی ہے کہ اب بعض مساجد کی انتظامیہ علماء و ائمہ سے وہ فارم پُر کرواتی ہے جو ایک عام دفتری

ملازم کو پُر کرنا ہوتا ہے۔

④ —— **مومنین کی عدم توجّہ:**

وہ مومنین جو جمعہ اور جماعت میں شرکت کرتے ہیں وہ جمعہ اور جماعت کی نماز میں امام کی اقتدار کے سوا اس کے کسی موقف کی حمایت کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جس بنا پر ائمۂ مساجد اپنے آپ کو معاشرہ میں بے بس ولاچار تصور کرتے ہیں۔ اور ان ہی اسباب کی بنا پر ائمہ مساجد اپنی ذمّہ داریوں کو صحیح معنوں میں ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔

مساجد کی مشکلات

مسجد جو قرآن وحدیث کی روشنی میں زمین پر اللہ کا گھر ہے اور ہمارے لیے خانۂ کعبہ کا نمونہ ومثال ہے۔ معاشرہ میں چند مسائل سے دوچار ہے:

① —— بہت سی مساجد ایسی ہیں جو ویران ہیں اور ان میں کوئی بھی ادائیگی نماز کے لیے نہیں جاتا۔

② —— بہت سی مساجد ایسی ہیں جہاں نمازی تو ہیں مگر امام جماعت نہیں۔

③ —— ایسی مساجد کی بھی کثیر تعداد ہے جہاں جماعت تو ہوتی ہے مگر صرف ایک وقت جبکہ دینِ اسلام میں پانچوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید ہے۔ خصوصاً نمازِ صبح کو۔

④ —— ان مساجد کی تعداد بھی کم نہیں جہاں کے در و دیوار نے آج تک ائمہ کی تعلیم کردہ عظیم دعاؤں و مناجات کے روح پرور الفاظ نہیں سنے۔ خصوصاً مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کی تعلیم کردہ دعائے کمیل جس کو شب جمعہ پڑھنا مستحب ہے اور جمعہ کی صبح و عصر کے وقت دعائے ندبہ و دعائے سمات کی تلاوت میں بہت ثواب ہے۔

⑤ —— ہماری اکثر مساجد بحث علمی و عقائدی اور دروس اخلاق و فقہ سے محروم ہیں اور ان ہی مساجد میں استکبار اور شیاطین الانس زمانہ سے نفرت کے اظہار پہ پابندی ہے۔

نماز جمعہ کی مشکلات

نماز جمعہ کے عظیم عبادی و سیاسی اجتماع کے حقیقی کردار سے عالمی طاغوت پریشان ہے اور اس کی حقیقی روح کو سبوتاژ کرنے کی فکر میں ہے۔ ہمارے معاشرہ میں نماز جمعہ کا اجتماع جن مشکلات سے دوچار ہے وہ یہ ہیں:

① —— **زبانِ خطبہ:**

نماز جمعہ کا خطبہ جس میں حمد و ثنا و ذکر پیغمبرؐ و آل پیغمبرؑ کے علاوہ دوسرا خطبہ جس میں پند و نصائح اور امور المسلمین

کا تذکرہ نمازیوں کی عام فہم زبان میں دینے کی ہدایت ہے۔ اکثر مقامات پر عربی زبان میں دیا جاتا ہے جس وجہ سے اس خطبہ کا مقصد حاصل نہیں ہو پاتا اور جو مومنین نماز جمعہ کے عظیم اجتماع میں شرکت کرتے ہیں وہ ذکر خدا، تقویٰ اور امور المسلمین سے مربوط فوائد و نقصانات اور استحصالی قوتوں کے ہتھکنڈوں سے آگاہی حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔

(۲) —— تعدد نمازِ جمعہ:

نماز جمعہ ایک مقام اجتماع ہے جس کی حدود خود ہمیں درس دیتی ہیں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ اجتماعیت کو ترجیح دی جائے تاکہ اس کے ذریعہ دشمنانِ اسلام پر ایک رعب و دبدبہ قائم کرنے کے علاوہ مسلمین کی ایک کثیر تعداد کو حالاتِ حاضرہ سے آگاہ کیا جائے جس کا موقع پورے ہفتہ کے دوران میسّر نہیں آتا۔ اسی طرح مسائلِ عوام بیان کیے جا سکیں تاکہ ایک دوسرے کی مدد ہو۔ اسی طرح انھیں طاغوتی قوتوں کی جانب سے متوقع سازشوں سے بھی آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس کے دفاع کا انتظام کر سکیں۔

اس اجتماعی عبادت کی اس قدر افادیت کے باوجود بہت سے دیہی مقامات پر جمعہ کا اجتماع نہیں ہوتا۔ شہروں میں جمعہ کے اجتماعات کثیر تعداد میں ہوتے ہیں اور معکوس نتائج برآمد ہوتے ہیں کیونکہ مومنین کی تعداد مختلف اجتماعات میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

چند تجاویز

ہم اسلام کے مساجد سے مربوط عظیم عوامی تربیتی پروگرام کی کامیابی اور ان سے مربوط مسائل و مشکلات کے حل کے لیے درگاہِ خداوندِ متعال میں دعا کے ساتھ چند تجاویز پیش کریں گے۔

① ——— مومنین اپنی مسجد میں ایک باعلم اور تقویٰ و عدالت کے حامل شخص کو امام جماعت مقرر کریں اور اس کے معاشی مسائل کو باعزت طریقے سے حل کریں اور حتی الوسع وسائل مہیا کریں چاہے اس کے لیے انھیں اپنے اخراجات میں سے ہی کیوں نہ کٹوتی کرنا پڑے۔

② ——— مساجد میں قائم ہیئتِ انتظامیہ ائمہ مساجد پر عائد ناروا پابندیاں ختم کرے تاکہ وہ کھلی فضا میں تبلیغ و اشاعت مذہبِ حق کر سکیں۔

③ ——— ائمہ مساجد اپنی مسجد سے مربوط عوام کی تربیت کے لیے مسجد ہی میں کم از کم ہفتہ وار درسِ قرآن و نہج البلاغہ و

اخلاق و فقہ مرحلہ وار شروع کریں۔

④ —— ائمہ مساجد کسی بھی نماز کے بعد روزانہ کم از کم دو مسائل فقہی عوام کو سمجھانے کا سلسلہ شروع کریں۔

⑤ —— ائمہ مساجد اپنے محلہ میں رہنے والے جوانوں اور بچوں کو قرآن اور بنیادی اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے ایک باقاعدہ کلاس کا اجرا کریں۔

⑥ —— ائمہ مساجد کو چاہیئے کہ مومنین کی قرات کی تصحیح کے لیے اقدامات کریں۔

⑦ —— ملک کے جید و بزرگ علماء اور قائدِ ملت جعفریہ سید عارف حسین الحسینی اور ملک کے ثروت مند طبقات ملک کے دور افتادہ علاقوں میں جہاں مساجد نہیں مساجد کی تعمیر کا بندوبست کروائیں اور جہاں امام جماعت نہیں وہاں امام جماعت تعینات کریں۔ اور جہاں امام جماعت ہیں وہاں ان کے اقتصادی مسائل کے حل کا انتظام کریں۔

⑧ —— ائمہ جمعہ اپنے خطبوں میں حمد و ثناء الٰہی، درود و صلوات محمدؐ و آل محمدؐ اور سورۃ کے علاوہ تقویٰ اور امور المسلمین کا ذکر اردو زبان میں کریں اور ان خطبوں میں عالم اسلام کے خلاف خصوصاً ملتِ جعفریہ اور انقلابِ اسلامی ایران کے خلاف ہونے والی سازشوں اور ہفتہ وار علاقائی و عالمی حالات سے آگاہ کریں۔

علماء اسلام سے امام خمینی کا خطاب

میں پوچھتا ہوں کیا رسول اکرم ؐ بھی ایسے ہی تھے ؟ قرآن پڑھ کر بالائے طاق رکھ دیتے تھے ؟ آپ ؐ کو حدود و قوانینِ الٰہی کے نفاذ سے سروکار نہ تھا؟ پیغمبر اکرم ؐ کے بعد آپ ؐ کے خلفاء کا یہی شیوہ تھا کہ مسائل و احکام عوام کے حوالے کر کے ایک گوشے میں بیٹھ رہتے تھے ؟ یا اس کے برعکس حد جاری کرتے تھے، کوڑے لگاتے تھے، سنگسار کرتے تھے، قید کرتے تھے، شہر بدر کرتے تھے ؟ حدود و دیاتِ اسلام کا مطالعہ کیجیے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان سب کا تعلق اسلام سے ہے اور اسلام انہی امور کے لیے آیا ہے اسلام معاشرے میں نظم و نسق قائم کرنے آیا ہے۔

اسلام کی حفاظت ہمارا فریضہ ہے، یہ فریضہ تمام واجبات سے اہم ہے، حتیٰ کہ نماز و روزہ سے بھی واجب تر ہے۔ یہی وہ فریضہ ہے جس کی ادائیگی خون مانگتی ہے۔ امام حسین ؑ کے خون سے زیادہ کس خون کی قیمت ہے ؟ لیکن بقائے اسلام کی خاطر اسے بھی قربان کر دیا۔ یہ صرف عظمتِ اسلام کی خاطر ہوا۔ ہمیں چاہیے کہ اس حقیقت کو خود سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔ آپ صرف اس وقت خلیفۂ اسلام ہو سکتے ہیں جب عوام کو اسلام سے آگاہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ اسے چھوڑ دو، اس مہم کو امام زمانہ عج خود آکر انجام دیں گے۔ کیا آپ کبھی نماز ترک کرتے ہیں کہ جب امام زمانہ عج تشریف لائیں گے تب پڑھیں گے۔ ؟ حفاظتِ اسلام نماز سے بھی واجب ہے۔ (ولایت فقیہ ص ۹۴)